9/46

ہفت روزہ

خدام الدین

لاہور

بیادگار
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی
شیرانوالہ دروازہ لاہور

۲۲ مارچ ۱۹۶۳ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ○ لاہور

ہدیہ ۲۵ پیسے

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

صلوٰۃ التسبیح

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لِلْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ یَا عَبَّاسُ یَا عَمَّاہُ اَلَا اُعْطِیْکَ اَلَا اَمْنَحُکَ اَلَا اُخْبِرُکَ اَلَا اَفْعَلُ بِکَ عَشْرَ خِصَالٍ اِذَا اَنْتَ فَعَلْتَ ذَالِکَ غَفَرَ اللّٰہُ لَکَ ذَنْبَکَ اَوَّلَہٗ وَاٰخِرَہٗ قَدِیْمَہٗ وَحَدِیْثَہٗ خَطَاءَہٗ وَعَمَدَہٗ صَغِیْرَہٗ وَکَبِیْرَہٗ سِرَّہٗ وَعَلَانِیَتَہٗ اَنْ تُصَلِّیَ اَرْبَعَ رَکْعَاتٍ تَقْرَءُ فِیْ کُلِّ رَکْعَۃٍ فَاتِحَۃَ الْکِتَابِ وَسُوْرَۃً فَاِذَا فَرَغْتَ مِنَ الْقِرَاءَۃِ فِیْ اَوَّلِ رَکْعَۃٍ وَاَنْتَ قَائِمٌ قُلْتَ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ خَمْسَ عَشْرَۃَ مَرَّۃً ثُمَّ تَرْکَعُ فَتَقُوْلُہَا وَاَنْتَ رَاکِعٌ عَشْرًا ثُمَّ تَرْفَعُ رَاْسَکَ مِنَ الرُّکُوْعِ فَتَقُوْلُہَا عَشْرًا ثُمَّ تَہْوِیْ سَاجِدًا فَتَقُوْلُہَا وَاَنْتَ سَاجِدٌ عَشْرًا ثُمَّ تَرْفَعُ رَاْسَکَ مِنَ السُّجُوْدِ فَتَقُوْلُہَا عَشْرًا ثُمَّ تَسْجُدُ فَتَقُوْلُہَا عَشْرًا ثُمَّ تَرْفَعُ رَاْسَکَ فَتَقُوْلُہَا عَشْرًا فَذَالِکَ خَمْسٌ وَّسَبْعُوْنَ فِیْ کُلِّ رَکْعَۃٍ تَفْعَلُ ذٰلِکَ فِیْ اَرْبَعِ رَکْعَاتٍ اِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تُصَلِّیَہَا فِیْ کُلِّ یَوْمٍ مَّرَّۃً فَافْعَلْ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَفِی الْجُمُعَۃِ مَرَّۃً فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَفِیْ کُلِّ شَہْرٍ مَّرَّۃً فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَفِیْ کُلِّ سَنَۃٍ مَّرَّۃً فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَفِیْ عُمُرِکَ مَرَّۃً۔

ترجمہ:۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا۔ اے عباس! اے میرے چچا کیا نہ دوں میں تجھ کو، کیا نہ دوں میں تجھ کو، کیا نہ بتاؤں میں تجھ کو ایسی دس خصلتیں کہ اگر تم ان پر عمل کرو تو خداوند تعالےٰ تمہارے تمام اگلے پچھلے پرانے اور نئے قصداً سہواً چھوٹے اور بڑے مخفی اور ظاہر گناہوں کو بخش دے۔ تم چار رکعت نماز پڑھو۔ ہر رکعت میں ایک الحمد اور ایک سورۃ پڑھو۔ جب قرأت سے فارغ ہو چکو تو کھڑے کھڑے پندرہ مرتبہ کہو سبحان اللہ والحمد للہ و لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر پھر رکوع کرو اور رکوع کے اندر بھی دس مرتبہ ان کلموں کو کہو۔ پھر رکوع سے سر اٹھاؤ اور دس مرتبہ ان کلموں کو کہو پھر سجدہ کرو اور سبحان ربی الاعلیٰ کے بعد دس مرتبہ ان کلموں کو کہو۔ پھر سجدے سے سر اٹھاؤ اور دس مرتبہ ان کلموں کو کہو پھر دوسرا سجدہ کرو اور سبحان ربی الاعلیٰ کے بعد دس مرتبہ ان کلموں کو کہو پھر سجدے سے سر اٹھاؤ اور دس مرتبہ ان کلموں کو کہو یہ سب پچھتّر مرتبہ ہر رکعت میں ہوا۔ چار رکعتوں میں اسی طرح کرو اور تمہاری قدرت و امکان میں ہو تو روزانہ ایک مرتبہ یہ نماز پڑھو اور یہ ممکن نہ ہو تو پھر ہر جمعہ کے دن پڑھو یہ بھی ممکن نہ ہو تو مہینہ میں ایک مرتبہ یہ بھی ممکن نہ ہو تو سال میں ایک مرتبہ اور یہ بھی ممکن نہ ہو تو ساری عمر میں ایک مرتبہ پڑھو۔

(ابوداؤد۔ ابن ماجہ۔ بیہقی اور ترمذی نے ابورافع سے اسی طرح روایت کیا)

عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ اَوَّلَ مَا یُحَاسَبُ بِہِ الْعَبْدُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ مِنْ عَمَلِہٖ صَلٰوتُہٗ فَاِنْ صَلُحَتْ فَقَدْ اَفْلَحَ وَاَنْجَحَ وَاِنْ فَسَدَتْ فَقَدْ خَابَ وَخَسِرَ فَاِنِ انْتَقَصَ مِنْ فَرِیْضَتِہٖ شَیْءٌ قَالَ الرَّبُّ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی اُنْظُرُوْا ہَلْ لِعَبْدِیْ مِنْ تَطَوُّعٍ فَیُکَمَّلُ بِہَا مَا انْتَقَصَ مِنَ الْفَرِیْضَۃِ ثُمَّ یَکُوْنُ سَائِرُ عَمَلِہٖ عَلٰی ذَالِکَ وَفِیْ رِوَایَۃٍ ثُمَّ الزَّکٰوۃُ مِثْلَ ذَالِکَ ثُمَّ تُؤْخَذُ الْاَعْمَالُ عَلٰی حَسَبِ ذَالِکَ۔

ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ قیامت کے دن اعمال میں سب سے پہلے جس عمل کی بازپرس ہوگی وہ نماز ہے پس اگر نماز ٹھیک ادا کی گئی ہے تو نجات مل جائے گی اور ٹھیک ادا نہیں کی گئی ہے تو ناامیدی اور زیاں کاری ہے۔ پھر اگر نماز فرض میں کچھ کمی ہوگی تو خداوند تعالےٰ فرشتوں کو حکم دے گا کہ میرے بندے کے سنن و نوافل دیکھو اور فرض نمازوں میں سے جس قدر کم ہے اس کی سنتوں اور نفلوں سے پورا کرو۔ پھر اس طرح اس کے دوسرے اعمال کا حساب ہوگا۔

(ابوداؤد۔ احمد)

عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا اَذِنَ اللّٰہُ لِعَبْدٍ فِیْ شَیْءٍ اَفْضَلَ مِنْ رَکْعَتَیْنِ یُصَلِّیْہِمَا وَاِنَّ الْبِرَّ لَیُذَرُّ عَلٰی رَاْسِ الْعَبْدِ مَا دَامَ فِیْ صَلٰوتِہٖ وَمَا تَقَرَّبَ الْعِبَادُ اِلَی اللّٰہِ بِمِثْلِ مَا خَرَجَ مِنْہُ یَعْنِی الْقُرْاٰنَ۔

ترجمہ:۔ حضرت ابو امامہؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ خداوند تعالےٰ بندے کے کسی عمل پر اتنا مہربان نہیں ہوتا جتنا کہ دو رکعتوں پر جن کو بندہ پڑھتا ہے (یعنی خدا سب سے زیادہ نماز پڑھنے والے کی طرف متوجہ رہتا ہے اور اس پر اپنی رحمت نازل کرتا ہے) اور تحقیق بھلائی چھڑکی جاتی ہے بندہ کے سر پر جب تک کہ وہ نماز میں مشغول رہتا ہے اور خدا کا بندہ خدا سے تقرب حاصل کرنے میں جس قدر کہ قرآن سے فائدہ اٹھاتا ہے اور کسی چیز سے نہیں۔

احمد۔ ترمذی

شرح چندہ

پاکستان و ہندوستان میں

سالانہ چندہ ۱۱ روپے
ششماہی ۶ روپے
سہ ماہی ۳ روپے

فی پرچہ
۲۵ پیسے

ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور

فون نمبر - ۶۷۵۴۵

شرح چندہ بیرونی ممالک
سعودی عرب کویت
ایران افریقہ
ملایا انگلینڈ ہانگ کانگ
کے لئے عام ڈاک سے ۱۸ روپے ۸۷
ہوائی ڈاک سے ۴۰ روپے
امریکہ
عام ڈاک سے ۲۴ روپے ہوائی ڈاک سے ۸۲ روپے ۸۰

جلد ۹ ۲۵ شوال المکرم سنہ ۱۳۸۲ھ بمطابق ۲۲ مارچ سنہ ۱۹۶۳ء شمارہ ۴۶

عرب ممالک کے انقلابات اور اُن کا مستقبل

کچھ عرصہ سے مسلم ممالک اور خاص کر عرب ملکوں میں انقلابات آ رہے ہیں حکومتیں تبدیل ہو رہی ہیں۔ اور پرانے نظام کی جگہ نیا دستور لیتا جا رہا ہے۔ ان انقلابات کی ابتدا تو یوں ہوئی۔ کہ یہاں کے باشندوں نے غلامی کی زنجیریں توڑ کر صدیوں کے بعد آرام کا سانس لیا۔ مگر اُن قربانیوں کے نتیجہ میں ان ممالک میں جو حکومتیں قائم ہوئیں۔ زیادہ تر اُن کی سرپرستی پرانے شاہی خاندانوں نے سنبھال لی۔ جو ترقی یافتہ زمانہ کا ساتھ دے کر اپنی قوم کو دوسری اقوام کے دوش بدوش کھڑا کرنے کی قابلیت نہیں رکھتے تھے۔ بالآخر تاریخ نے اپنے آپ کو دہرایا۔ اور ان ملکوں کو دوبارہ انقلابات لانے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ مصر میں شاہ فاروق کی حکومت کا تختہ الٹ گیا۔ اور بالآخر وہاں جمال عبدالناصر نے زمانے کی نبض پر ہاتھ رکھ کر قوم کی کشتی کو آگے بڑھانا شروع کیا

اس کے بعد مسلسل انقلابات آتے رہے یمن کا انقلاب تو پہلی قسم کا انقلاب تھا کہ وہاں سلطانی کو ختم کر کے سلطانی کیا جمہور کے دور کی داغ بیل ڈالی گئی — مگر عراق و شام میں فوجی انقلاب کے بعد پھر فوجی انقلاب آگیا، ان انقلابات کو دیکھ کر بعض... اخبارات نے یہ تاثر ظاہر کیا ہے کہ عوام یا فوج کی یہ عادت ان ملکوں کو خطرناک حالات سے دوچار کر دے گی۔ کسی ملک میں مستحکم حکومت قائم نہ ہو سکے گی۔ اور ہر وقت ہر حکومت خطرات میں گھری رہ کر ترقی سے محروم ہو جائے گی

ہم اس خیال سے اتفاق نہیں کرتے۔ ہمارے خیال میں یہ انقلابات ان ممالک کے مسلمانوں کی سیاسی بیداری کی دلیل ہیں۔ اس لئے کہ اُن میں سے ایک بھی ایسا نہ تھا۔ جو غلط سیاست کے خلاف نہ ہو اگر انقلاب نہ آتا تو مصر کی شاہی حکومت ہمیشہ اپنی حالت پر قانع رہ کر نہر سویز پر اغیار کے قبضے کو برداشت کئے رہتی۔ اور اس طرح برطانوی سامراج کے لئے اسلامی ممالک پر دوبارہ اقتدار جمانے کی راہیں ہموار ہوتی رہتیں —

عراق کی فوج نے انقلاب کر کے بلاشبہ شریف حسین کی غداری کی یادگار کو مٹایا مگر افسوس کہ اس کی سیاست خارجہ براہ راست روس کے تابع ہو گئی۔ اور عبدالکریم قاسم جو اتحاد عرب کے لئے بہتر کردار ادا کر سکتے تھے۔ خود جنگ اقتدار کے فریق بن گئے — اور اس کے لئے انہیں کمیونسٹوں کی سرپرستی کرنی پڑی۔ ان کی اور ناصر کی اس رقابت نے .... تمام عرب ممالک کو نقصان پہنچایا — بالآخر فوج نے اس صورت حال کا خاتمہ کر دیا —

شام کا اصل کارنامہ وہ تھا جس کے تحت اس نے مصر سے الحاق کیا تھا — مگر بقول صدر ناصر شام کے بعض افسروں نے سامراجیوں کا آلۂ کار بن کر مصر سے تعلقات منقطع کر لئے اور اس طرح اُس نے مشرق وسطیٰ کو خانہ جنگی کے اژدہا کے منہ میں دینے کا سامان کر دیا — اگر مصر اور شام کی جنگ چھڑ جاتی اور دونوں کو دشمنان اسلام مدد دینے لگتے۔ تو یہ نقصان مایہ اور شماتت ہمسایہ کا مصداق ہوتا عرب ممالک آپس میں لڑ جھگڑ کر اپنی ساکھ کھو بیٹھتے۔ مگر صدر ناصر نے حوصلہ کر کے اُس کو وقار کا غلط سوال نہ بنایا۔ اور یہی حوصلہ تھا کہ شام والوں کو اچھی طرح سوچنے کا موقع ملا بالآخر انہوں نے سامراجیوں کی خوشی خاک میں ملا دی۔ ان انقلابات سے یہ نتیجہ اخذ کرنا کہ یہ خوئے بد کسی وقت بُرے دن دکھائے گی صحیح نہیں ہے۔ اس لئے کہ ان سارے انقلابات کا رُخ برائی سے اچھائی کی طرف ہے — کونسی بے وقوف قوم ہوگی۔ جو بلا وجہ کشت و خون کو دعوت دے اور ملک و قوم کو تباہی کے حوالہ کر دے۔ اگر اُس کا یہ مطلب ہوتا تو اب تک صدر ناصر کے خلاف ضرور انقلاب ہو گیا ہوتا۔ قوموں کی ایسی سیاسی بیداری دراصل انقلابات اور غلط تغیرات سے رُکنے کی صحیح ضمانت ہوتی ہے۔ بر سر اقتدار طبقہ عوام کے احتساب سے ڈر کر غلط کاری اور غداری سے بچتا اور جمہور کی رائے کے مطابق نظم و نسق کو قائم رکھتا ہے۔ یہی چیز اسلام چاہتا ہے کہ اسلام کے مصرحہ امور کے سوا عام انتظامی معاملات میں اہل حل و عقد سے مشورہ کیا جائے وَاَمۡرُهُمۡ شُوۡرٰى بَيۡنَهُمۡ

چنانچہ اس کا ثبوت اس سے ملتا ہے۔ کہ انقلاب کے بعد عوام نے انقلابی حکومتوں کا ساتھ دیا۔ اور یہ خاص بات ہے کہ فوجی افسروں نے بھی تطہیر کے بعد ملک کی باگ ڈور نمائندہ حکومت کے حوالہ کر دی یا آئینی حکومت قائم کرنے کا اعلان کر دیا۔ اور یہ بات انتہائی دل خوش کن ہے کہ متحدہ عرب جمہوریہ، شام، اور عراق اپنی "وفاقی یونین" قائم کرنے پر اصولاً متفق ہو گئے ہیں۔ لیکن یونین قائم کرنے کے قطعی فیصلہ کا دارومدار، مصر، شام اور عراق کے ایک "عام استصواب" پر ہو گا۔ اگر ان ممالک کے عوام نے وفاق کے حق میں رائے دی تو انشاء اللہ تعالیٰ وفاق قائم ہو جائے گا اور آگے چل کر دوسرے عرب ممالک بالخصوص الجزائر اور یمن بھی اس مجوزہ وفاق میں شامل ہو جائیں گے — ہماری عاجزانہ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان انقلابات کو اسلام اور عالم اسلام کے حق میں مفید بنائے۔ آمین یا الٰہ العالمین

مجلس ذکر منعقدہ جمعرات ۱۴ مارچ ۱۹۶۳ء مطابق ۱۷ شوال المکرم ۱۳۸۲ھ

تلقین ذکر الٰہی

مرتبہ:- خالد سلیم طاہر

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ نے مندرجہ ذیل تقریر مجلس ذکر کے بعد ارشاد فرمائی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ وکفٰی وسلام علی عبادہ الذین اصطفٰی —
امّا بعد! گذشتہ کئی جمعراتوں سے ذکر الٰہی کے متعلق بیان شروع ہے اور قرآن مجید کے حوالوں سے ثابت کیا گیا ہے۔ کہ جہاں نماز، روزہ اور دوسری عبادات کے متعلق زور دیا گیا ہے۔ وہاں بار بار ذکر الٰہی کرنے کی بھی تلقین کی گئی ہے۔ تاکہ انسان کا اللہ تعالےٰ کے ساتھ رشتہ مضبوط رہے
بعض لوگ ذکر الٰہی کرنے کو زائد از ضرورت تصوّر کرتے ہیں۔ یہ ان کی علم دین اور قرآن سے جہالت کی دلیل ہے

دنیا میں اللہ تعالےٰ نے کوئی چیز بیکار پیدا نہیں فرمائی، اور انسان کی تخلیق کا مقصد اللہ تعالےٰ ارشاد فرماتے ہیں

مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ○

ترجمہ، میں نے جن اور انسان کو فقط اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے

بندہ آمد از برائے بندگی
زندگی بے بندگی شرمندگی

اگر انسان اپنا مقصد حیات، کھانا پینا کمانا، سونا جاگنا، بچے جننا وغیرہ بنالے اور بس! تو اس انسان اور حیوان اور درندے میں کیا فرق ہے

ایسی زندگی بسر کرنا سراسر بیوقوفی اور خالق حقیقی کی کھلم کھلا نافرمانی ہے۔ ذکر الٰہی کے سلسلہ میں قرآن مجید بھرا پڑا ہے اللہ تعالےٰ ارشاد فرماتے ہیں

وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۝ وَمِنَ الَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهٗ وَسَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيْلًا ○ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ يُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَةَ وَيَذَرُوْنَ وَرَآءَهُمْ يَوْمًا ثَقِيْلًا ○ نَحْنُ خَلَقْنٰهُمْ وَشَدَدْنَآ اَسْرَهُمْ ۚ وَاِذَا شِئْنَا بَدَّلْنَآ اَمْثَالَهُمْ تَبْدِيْلًا۔ اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ ۚ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا ○ وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ط اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝ يُّدْخِلُ مَنْ يَّشَآءُ فِيْ رَحْمَتِهٖ ط وَالظّٰلِمِيْنَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ○

(سورۂ دھر پ ۲۹)

ترجمہ!

اور لیتا رہ نام اپنے رب کا صبح اور شام۔ اور کسی وقت رات کو سجدہ کر اس کو۔ اور پاکی بول اس کی بڑی رات تک۔ یہ لوگ چاہتے ہیں۔ جلدی ملنے والے کو۔ اور چھوڑ رکھا ہے۔ اپنے پیچھے ایک بھاری دن کو۔ ہم نے ان کو بنایا۔ اور مضبوط کیا ان کی جوڑ بندی کو اور جب ہم چاہیں بدل لائیں ان جیسے لوگ بدل کر یہ تو نصیحت ہے۔ پھر جو کوئی چاہے کر رکھے اپنے رب تک راہ اور تم نہیں چاہو گے۔ مگر جو چاہے اللہ بے شک اللہ ہے سب کچھ جاننے والا حکمتوں والا۔ داخل کرے جس کو چاہے اپنی رحمت میں۔ اور جو گنہگار ہیں تیار ہے ان کے واسطے دردناک عذاب۔
(ترجمہ شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ)

حاشیہ شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ

یعنی ہمہ وقت اس کو یاد رکھو۔ خصوصًا ان دو وقتوں میں خرخشوں کا علاج یہی ذکر خدا ہے۔ نماز پڑھ، اس میں شاید مغرب و عشا مراد ہے یا تہجد۔

اگر مِنَ الَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهٗ سے تہجد مراد لیا جائے۔ تو یہاں تسبیح سے اس کے معنی متبادر مراد لیں گے یعنی شب کو تہجد کے علاوہ بہت زیادہ تسبیح و تہلیل میں مشغول رہیئے۔ اور اگر پہلے مغرب و عشا مراد تھی تو یہاں تسبیح سے مراد تہجد لے سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کا صرف ایک ہی طریقہ ہے اور وہ ہے کثرت سے ذکر الٰہی کرنا — حماقت ہے ان لوگوں کی۔ جو ذکر الٰہی کو بدعت قرار دیتے ہیں۔ وہ اپنی جہالت کی وجہ سے مجبور ہیں۔

اللہ تعالےٰ کے فضل وکرم سے ہم یہاں فقط رضاءِ الٰہی کے لئے ذکر اللہ کرنے کے لئے جمع ہوتے ہیں۔ یہ حضرتؒ کا بسایا ہوا باغ ہے۔ جس کی آبیاری حضرت خود فرمایا کرتے تھے

اب ہمارا فرض ہے۔ کہ ہم حضرتؒ کی طرح اس باغ کو پانی دیتے رہیں۔ اور کثرت سے یاد الٰہی سے اپنے دلوں کو منور کریں۔ ہر وقت اللہ کی یاد۔ اس کا دھیان انسان کو صحیح معنوں میں انسان بنا دیتا ہے وہ ہر وقت اللہ تعالےٰ کو راضی رکھنے کی کوشش کرتا ہے۔ پھر کسی پر ظلم وغیرہ نہیں کرتا۔ جس طرح آپ حضرات یہاں آکر ذکر الٰہی کرتے ہیں۔ اسی طرح گھروں میں بھی ذکر الٰہی کریں۔ بیوی بچوں سے بھی ذکر الٰہی کروائیں

حضور علیہ الصّلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے۔ کہ گھروں کو قبرستان نہ بناؤ۔ گھر والوں کو دین کی طرف لگائیں۔ پھر دیکھیں اللہ تعالےٰ کی رحمتوں اور برکتوں کی کتنی بارش ہوتی ہے

حضرتؒ گھر میں بھی ذکر الٰہی کرایا کرتے تھے۔ اب بھی ہوتا ہے، سارے گھر والے چھوٹے بڑے ذکر اللہ میں شامل ہو جاتے ہیں۔ حضرتؒ فرمایا کرتے تھے۔ کہ میں نے کبھی کوئی کام نہیں کیا۔ لیکن اللہ تعالےٰ بے انتہا دیتا ہے۔ یہ سب اللہ کی یاد کی برکت تھی۔ اور اب بھی برکت ہے۔ یہ اللہ تعالےٰ کا خاص فضل وانعام ہے۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو ذکر اللہ کو زندگی کا مشغلہ بنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ میں کاروبار کرنے سے منع نہیں کرتا۔ توکّل کے معنی ہوتے ہیں اپنی طاقت کو صحیح راستے پر لگا دینا اور پھر اللہ تعالےٰ کی رضا کے ساتھ راضی رہنا۔

ناجائز ذرائع سے روپیہ کمانا غلط ہے۔ سودی کاروبار، رشوت، دھوکا بازی بد دیانتی یہ چیزیں سب غلط ہیں۔ حلال ذرائع سے روپیہ کمایا جائے۔ اور پھر اس کو رضا الٰہی کے لئے خرچ کریں گے تو بے انتہا دنیا اور آخرت میں اجر وثواب ملے گا۔ یاد رکھیں۔ کہ حرام مال سے صدقات وخیرات حج وغیرہ کوئی چیز قبول نہیں ہوتی
بعض لوگ کہتے ہیں کہ ابھی ہم دنیا کے کتے ہیں۔ ہم ان غلط کاموں میں پڑے

خطبہ یوم الجمعہ ۱۵ رمارچ ۱۹۶۳ء بمطابق ۱۸ شوال ۱۳۸۲ھ

علم اور خوفِ خُدا

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور مد ظلہ نے ۱۱ مارچ ۱۹۶۳ء کو دیال سنگھ کالج لاہور میں منعقد کانگ ایک اجلاس کی صدارت کرنا تھی۔ لیکن عین وقت پر آپ بیمار ہو گئے اور ڈاکٹر کے نیند کا ٹیکہ لگا دینے کے باعث شریک اجلاس نہ ہو سکے یہ خطبہ اسی موقعہ کے لئے لکھا گیا تھا۔

غازی خدابخش

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى
عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ!
اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا
اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ غَفُوْرٌ ○

ترجمہ! بے شک اللہ سے اس کے بندوں میں سے عالم ہی ڈرتے ہیں۔ بیشک اللہ غالب بخشنے والا ہے

حاشیہ شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانیؒ

یعنی بندوں میں نڈر بھی ہیں اور اللہ سے ڈرنے والے بھی — مگر ڈرتے وہ ہی ہیں۔ جو اللہ کی عظمت وجلال آخرت کے لقار و دوام اور دنیا کی بے ثباتی کو سمجھتے ہیں — اور اپنے پروردگار کے احکام وہدایات کا علم حاصل کر کے مستقبل کی فکر رکھتے ہیں — جس میں یہ سمجھ اور علم جس درجہ کا ہوگا اُسی درجہ میں وہ خدا سے ڈرے گا۔ جس میں خوف خدا نہیں وہ فی الحقیقت عالم کہلانے کا مستحق نہیں — حضرت شاہ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں — ” یعنی سب آدمی ڈرنے والے نہیں۔ اللہ سے ڈرنا سمجھ والوں کی صفت ہے۔ اور اللہ کا معاملہ بھی دو طرح ہے وہ زبردست بھی ہے کہ ہر خطا پر پکڑنے اور غفور بھی ہے کہ گناہگار کو بخشنے “ پس دونوں حیثیت سے بندہ کو ڈرنا چاہیئے — کیونکہ نفع و ضرر دونوں اُسی کے قبضہ میں ہوئے — تو جب چاہے نفع کو روک لے اور ضرر لاحق کر دے۔

حاصل

(۱) علم۔ علمار کو خوف خدا پر مجبور کرتا ہے
(۲) ہر حال میں بندہ کو اللہ سے ڈرنا چاہیئے۔

برادرانِ اسلام!

حضرت علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے کشف المحجوب میں تحریر فرمایا ہے کہ علم دو قسم کا ہے — ایک علم الٰہی دوسرا علم مخلوق — اور بندہ کا علم — علم الٰہی کے مقابلہ میں کوئی حقیقت نہیں رکھتا لاشئ محض ہوتا ہے — ”علم الٰہی اللہ کی صفت قدیم ہے جو اس کی ذات کے ساتھ قائم ہے اور اس کی صفتوں کے لئے کوئی انتہا نہیں۔ وہ لا محدود ہیں۔ ہمارے ادراک سے بالا ہیں — ہمارا علم ہماری صفت ہے جو ہمارے ساتھ قائم ہے اور ہمارے اوصاف متناہی ہیں۔ محدود ہیں — قوت ادراک سے باہر نہیں —

ارشاد باری بھی یہی ہے کہ
اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا۔
تمہیں تھوڑا ہی علم دیا گیا ہے —

علم کی تعریف معلوم چیز کا احاطہ کرنا اور اُس کا بیان کرنا کی گئی ہے۔ مگر علم کی یہ تعریف بھی عمدہ ہے:—

اَلْعِلْمُ صِفَةٌ يُصَيِّرُ الْجَاهِلُ بِهَا عَالِمًا — علم وہ صفت ہے جس سے جاہل عالم ہو جاتا ہے —

قرآن عزیز میں ارشاد ربانی ہے۔
وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ○
اللہ ہر چیز کو جانتا ہے۔

اُس کا علم ایک ہی ہے۔ جس کے ذریعہ سے وہ سب موجودات اور معدومات کو جانتا ہے — مخلوق میں کوئی اُس کے ساتھ شریک نہیں — علم الٰہی نہ قابل تجزیہ ہے اور نہ قابل تقسیم اور نہ ہی اُس کی ذات سے جدا ہے — اور اُس کے علم کی دلیل اُس کے فعل کی عمدہ ترتیب ہے۔ کیونکہ فعل اپنی ترتیب و استحکام میں اپنے فاعل کے علم کا مرہون ہے — پس اُس کا علم جملہ اسرار پر حاوی اور کل اُمور پر محیط ہے — طالب حق کو چاہیئے کہ سب اعمال اس طرح سرانجام دے کہ گویا خدا اُس کو اور اُس کے افعال کو دیکھ رہا ہے جیسا کہ اُس کے ایمان کا جزو ہے کہ خدا سے اُس کا کوئی فعل پوشیدہ نہیں اور یقین جانیئے جسے یہ چیز حاصل ہو جائے کہ اللہ اُس کے ہر کام کو دیکھ رہا ہے وہ کسی لمحہ خوف خدا سے خالی نہیں ہو سکتا —

حضرت ابو علی ثقفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں
اَلْعِلْمُ حَيَاةُ الْقَلْبِ مِنَ الْجَهْلِ وَ
نُوْرُ الْعَيْنِ مِنَ الظُّلْمَةِ —

ترجمہ! علم جہالت کی موت سے دل کا زندہ ہونا اور کفر کی تاریکی سے ایمان کی آنکھ کا روشن ہونا ہے۔ جس شخص کو معرفت الٰہی کا علم حاصل نہیں اس کا دل جہالت کی وجہ سے مُردہ ہے — اور جسے شریعت کا علم حاصل نہیں اُس کا دل جہالت کی بیماری میں مبتلا ہے۔ پس کفار کا دل مردہ ہے۔ کہ وہ خدا تعالےٰ کی ذات وصفات سے جاہل ہیں — اور اہل غفلت کے دل بیمار ہیں — کہ وہ حق تعالےٰ کے احکام (اوامر ونواہی) سے بے خبر ہیں —

علم حقیقی کی تعریف

بزرگان محترم! علم حقیقی دراصل وہی ہے۔ جو انسان کو اللہ تک پہنچا دے — جو علم حق تعالےٰ تک نہ پہنچائے وہ جہالت ہے — علم حقیقی کی دولت جس شخص کو عطا ہو جاتی ہے۔ تجربہ نے ثابت کیا ہے کہ ساری کائنات اُس کے سامنے گرد ہو جاتی ہے — دنیا کے تمام علوم فانی ہیں دنیا اور دنیا کی کسی نعمت کو بقائے دوام حاصل نہیں۔ مگر دینی علوم کے باعث حق تعالےٰ کی عظمت اور معرفت جو حاصل ہوتی ہے۔ وہ کبھی فناء نہیں ہوتی — معرفت کے ساتھ عبادت کے انوار ہمیشہ باقی رہتے ہیں اور یہی انوار بالآخر انسان کو جنت کی ابدی نعمتوں تک پہنچا دیتے ہیں —

رنگ صدق و رنگِ تقویٰ و یقین
تا ابد باقی بود بر عابدین

عارف رومی فرماتے ہیں کہ صدق کا رنگ تقویٰ کا رنگ اور یقین کا رنگ عبادت گزاروں پر تا ابد باقی رہنے والا ہے۔

تمام علم کا نچوڑ

درحقیقت اگر سوچا جائے اور فطرت انسانی کے تقاضوں کو سامنے رکھ کر غور کیا جائے تو تمام علوم کا نچوڑ صرف یہی

نکلے کا — انسان کا مقصد تخلیق پورا ہو جائے اور اس کی آخرت درست ہو جائے —

فطرتِ انسانی کا تقاضا ہے — بشری فطرت سوال کرتی ہے کہ انسان کہاں سے آیا ہے؟، اس کی منزل مقصود کیا ہے؟ اور اس کی پیدائش کا مقصد کیا ہے۔

ظاہر ہے جو علوم اس پکار کا جواب دینے سے قاصر ہیں — اور ان میں انسانیت کی روح نام کو بھی نظر نہیں آتی وہ کیونکر علوم صحیحہ ہو سکتے ہیں اور کیسے انسان کو سکون و راحت کی دولت سے ہمکنار کر سکتے ہیں؟

دینی اور دنیوی علوم میں فرق

سائنس مشاہدات سے بحث کرتی ہے اور فلسفہ حواس خمسہ کے ذریعے انسان کے حواس کو مختل کرنے کی کوشش کرتا ہے — سائنس کی تحقیقات اور مشاہدات کے نتائج آئے دن تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔ فلسفہ کا تعلق مشاہدات اور تجربات سے نہیں قیاسات تخمینے، ظنون اور اندازوں کی بنیاد پر اس کی عمارت کھڑی کرنے کی کوشش کی جاتی ہے ظاہر ہے ایسی ریتلی عمارت کبھی پائیدار نہیں ہو سکتی اور محض قیاسات اور تخمینوں کے بل بوتے پر قائم کردہ رایوں میں اختلاف اور شدید اختلاف پیدا ہو جانا لازمی امر ہے۔ ہر شخص اپنی دماغی خصوصیات، موروثی اثرات اور ماحول کے غیر شعوری تاثرات کے تحت ایک تجویز پیش کرتا ہے جو دوسرے سوچنے والوں سے بالکل مختلف ہوتی ہے — صحیح اندازہ اس کا فلسفہ کی تاریخ پڑھنے سے ہو سکتا ہے۔ تاریخ فلسفہ کے مطالعہ سے یوں معلوم ہوگا۔ کہ چند اندھے ہیں جو آنکھ سے ہاتھی کو دیکھ نہیں سکتے۔ اور صرف چھو کر اس کی شکل و صورت کے متعلق رائے قائم کر رہے ہیں۔ ہر ایک اپنے اپنے انداز میں نئی مثالوں اور جدید تشریحوں کے قالب میں اپنے نتائج کو ڈھالتا نظر آئے گا — اکبر الہ آبادی مرحوم نے کیا اچھی بات کہی تھی ؂

فلسفی کو بحث میں ہرگز خدا ملتا نہیں
ڈور کو سلجھا رہا ہے اور سرا ملتا نہیں

رہی سائنس تو خود سائنسدان اقراری ہیں۔ کہ ہم فطرت انسانی کے سوالات کا جواب دینے سے قاصر ہیں — پروفیسر ٹنڈل نے ایک مثال کے ذریعے بات سمجھانے کی کوشش کی ہے

"اگر تم گھڑی کو دیکھو، اس میں گھنٹے منٹ سیکنڈ کی سوئیاں نظر آئیں گی — یہ سوئیاں کیوں پھرتی ہیں۔ اور ان کی حرکت کی باہمی نسبت جو ہمیں نظر آتی ہے کیونکر قائم ہے۔ ان سوالات کا جواب بے گھڑی کے کھولے اور اس کے پرزوں کو اچھی طرح دیکھے۔ اور ان کا دوسروں سے تعلق قائم کئے بغیر نہیں دیا سکتا ہے۔ جب یہ سب کچھ ہو لیتا ہے۔ تو ہم کو یہ معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ سوئیوں کی یہ خاص حرکت گھڑی کی اندرونی ساخت اور مشین کا نتیجہ ہے۔ جو کوک کی قوت سے چل رہی ہے سوئیوں کی یہ حرکت صنعت انسانی کا ایک کارنامہ ہے۔ لیکن بجنسہٖ یہی حال واقعات و حوادثِ فطرت کا ہے۔ عالم کی اس مشین کے اندر بھی ایک مشین کارفرما ہے اور ایک خزانۂ قوت ہے۔ جو اس مشین کو چلا رہا ہے۔ سائنس کا انتہائی کام اس مشین اور ذخیرۂ قوت سے پردہ ہٹا کر یہ بتانا ہے کہ واقعات و حوادث ان ہی دونوں کے باہمی تعلق کا نتیجہ ہیں۔ لیکن کارخانۂ عالم کی یہ اندرونی مشین خود کیا ہے اور کیسے بنی اور اس گھڑی کو کس نے کوکا اور اس کو چلانے والی قوت کہاں سے آئی؟ یہ وہ سوالات ہیں جن کا جواب سائنس کے بس سے باہر ہے۔

انسان کے دل میں علم حقیقی کے بغیر خوف خدا نہیں ہو سکتا

بہر حال جو علوم فطرتِ انسانی کے مطالبات سے بحث ہی نہیں کرتے ان میں انسانیت کیونکر نظر آسکتی ہے؟ اور جہاں انسانیت نہ ہو خوفِ خدا کیونکر راہ پا سکتا ہے؟ چنانچہ ان علوم سے ہٹ کر علم حقیقی کی طرف دیکھنا ہوگا، علم وحی اور نبوت کے دروازے پر دستک دینا ہوگی۔ اور فطرت انسانی کے مطالبات کا جواب فقط وہیں سے مل سکے گا۔

انسان کی اصل کیا ہے؟ عالم کا نقطہ آغاز کیا ہے؟ عالم کا منتہا کیا ہے؟ انسان کا مقصد تخلیق کیا ہے؟ ان سب سوالات کا جواب صرف وحی الٰہی دیتی ہے — علوم نبوت دیتے ہیں

اور یہی وہ علم صحیح ہے کہ جو انسان کے دل میں خوف خدا اور خشیت الٰہی پیدا کرتا ہے۔ چنانچہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں —

انی اعلمکم باللہ و اتقاکم

اے لوگو! میں تم سب سے زیادہ اللہ تعالےٰ کو جاننے والا ہوں۔ اس سبب سے تم سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہوں — حضور اکرم... صلے اللہ علیہ وسلم جب کھانا تناول فرماتے تھے۔ تو ارشاد فرماتے۔

انا اکل کما یاکل العبد

میں اس طرح بیٹھ کر کھاتا ہوں جس طرح غلام بیٹھ کر کھاتا ہے۔

بزرگانِ محترم

علم صحیح اللہ کی پہچان کراتا ہے — انسان کا مقصد زیست بیان کرتا ہے۔ اس کی حقیقت واضح کرتا ہے — اور یہ تعلیم دیتا ہے کہ اللہ جل شانہٗ انسان کے ہر فعل، ہر ارادہ اور دل میں چھپے ہوئے رازوں تک سے واقف ہے — مخلوق کی کوئی شے اس سے پنہاں نہیں وہی ہے جو حاکم مطلق ہے۔ اور وہی ہے۔ جس کے حضور لوٹ کر سب کو ایک دن جانا ہے — دنیا کے حکمرانوں کو دھوکا دیا جا سکتا ہے۔ مگر اُسے دھوکا نہیں دیا جا سکتا۔ نفس خدا کی ہستی سے بے نیاز افراد کو اپنے ڈھب پر چلا سکتا ہے۔ مگر جس شخص پر عظمت الٰہیہ کا استحضار ہوگا۔ وہ نفس کے فریب میں مبتلا نہیں ہوگا — اُس سے کوئی کوئی گناہ انشاء اللہ سرزد نہیں ہوگا — دنیا میں اس کا نمونہ موجود ہے کہ جب کوئی معمولی آدمی کسی حاکم کے سامنے کھڑا کر دیا جاتا ہے۔ تو خوف کے مارے کانپنے لگتا ہے — عجب سکتہ سا طاری ہو جاتا ہے۔ پس جو بندہ اللہ احکم الحاکمین کو پہچان لے اور یہ یقین اُس میں پختہ ہو جائے کہ وہ اسے ہر گھڑی اور ہر آن دیکھ رہا ہے۔ اندازہ کیجئے اُس میں کس درجہ خوف خدا پیدا ہوگا؟ — اور پھر وہ اس کے بعد کوئی گناہ کر سکے گا؟ نہیں اور ہرگز نہیں۔ بلکہ وہ تو زمین پر بھی عبدیت کا مجسمہ بن کر چلے گا

اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں

عِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا ۝

رحمٰن کے محبوب اور مقبول بندوں کی نشانی یہ ہے۔ کہ زمین پر نہایت مسکنت اور عبودیت سے چلتے ہیں

فَاعْتَبِرُوْا يَا اُولِي الْاَبْصَارِ

دل کے کانوں سے سن فغاں میری ● درس عبرت ہے داستاں میری

درس عبرت

اندلس کے ایک مشہور عالم اور بزرگ کا ایک نصرانی لڑکی کے عشق میں مبتلا ہونے اور پھر راہ راست پر آنے کا نہایت دلچسپ اور عبرت انگیز واقعہ (جسے کا)

حضرت مولانا محمد شفیع صاحب مفتئ اعظم پاکستان نے عربی سے (دلچسپ اردو میں ترجمہ کیا)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى — لیل ونہار کا انقلاب دنیا کا عروج وزوال قوموں کی ترقی وتنزل، سلف و خلف کے واقعات ایک چشم بصیرت کے لئے ہزاروں عبرتیں دامن میں رکھتے ہیں اور بآواز بلند کہہ رہے ہیں۔ کہ ؎

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

الغرض تمام تاریخ عالم انہیں عبرتوں کا آئینہ ہے جس کا ایک ورق ناظرین کے سامنے کھولا جاتا ہے۔ کیا خوب فرمایا میرے آقا حضرت شیخ الہندؒ نے ؎

انقلابات جہاں واعظ رب ہیں دیکھو
ہر تغیر سے صدا آتی ہے فافہم فافہم

ذیل کا عبرت آموز واقعہ علامہ دمیری کی حیوٰۃ الحیوان مطبوعہ مصر سے نقل کیا جاتا ہے ؎

غافل مرو کہ مرکب مردان مرد را
در سنگلاخ بادیہ پیہا بریدہ اند
نومید ہم مباش کہ رندان بادہ نوش
ناگہ بیک خروش بمنزل رسیدہ اند

سن ہجری کی دوسری صدی ختم پر ہے، آفتاب نبوت غروب ہوئے ابھی بہت زیادہ مدت نہیں گذری، لوگوں میں امانت دیانت اور تدین وتقویٰ کا عنصر غالب ہے، اسلام کے ہونہار فرزند جن کے ہاتھ پر اُس کو فروغ ہونے والا ہے۔ کچھ برسرکار ہیں اور کچھ ابھی تربیت پا رہے ہیں، آئمہ دین کا زمانہ ہے، ہر ایک شہر علمائے دین وصلحاء متقین سے آباد نظر آتا ہے، خصوصًا مدینۃ الاسلام (بغداد)، جو اس وقت مسلمانوں کا دارالسلطنت ہے، اپنی ظاہری اور باطنی آرائشوں سے آراستہ ہوکر گلزار بنا ہوا ہے، ایک طرف اگر اس کی دلفریب عمارتیں اور ان میں گذرنے والی نہریں دل لبھانے والی ہیں، دوسری طرف علماء اور صلحاء کی مجلسیں درس وتدریس کے حلقے ذکر وتلاوت کی دلکش آوازیں خدا تعالےٰ کے نیک بندوں کی دلجمعی کا ایک کافی سامان ہے، فقہا و محدثین اور عباد اور زہاد کا ایک عجیب وغریب مجمع ہے، اس مبارک مجمع میں ایک بزرگ ابوعبداللہ اندلسی کے نام سے مشہور ہیں۔ جو اکثر اہل عراق کے پیر ومرشد اور اُستاذ محدّث ہیں۔ آپ کے مریدین کی تعداد بارہ ہزار تک پہنچ چکی ہے جن کا ایک عبرت ناک واقعہ ہمیں اس وقت ہدیۂ ناظرین کرنا ہے۔

یہ بزرگ علاوہ زاہد و عابد اور عارف باللہ ہونے کے حدیث وتفسیر میں بھی ایک جلیل القدر امام ہیں، بیان کیا جاتا ہے۔ کہ آپ کو تیس ہزار حدیثیں حفظ تھیں۔ اور قرآن شریف کو تمام روایات قرأت کے ساتھ پڑھتے تھے، ایک مرتبہ آپ نے سفر کا ارادہ کیا، تلامذہ اور مریدین کی جماعت میں سے بھی بہت سے آدمی آپ کے ساتھ ہو لئے، جن میں حضرت جنید بغدادی اور اور حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہما بھی ہیں۔ حضرت شبلی قدس اللہ سرہ کا بیان ہے کہ ہمارا قافلہ خدا تعالےٰ کے فضل وکرم سے نہایت امن وامان اور آرام واطمینان کے ساتھ منزل بمنزل مقصود کی طرف بڑھ رہا تھا۔ کہ ہمارا گذر عیسائیوں کی ایک بستی پر ہوا۔ نماز کا وقت ہو چکا تھا۔ لیکن پانی موجود نہ ہونے کی وجہ سے اب تک ادا نہ کر سکتے تھے، بستی میں پہنچ کر پانی کی تلاش ہوئی۔ ہم نے بستی کا چکر لگایا، اس دوران میں ہم چند مندروں اور گرجا گھروں پر پہنچے، جن میں آفتاب پرستوں، یہودیوں اور صلیب پرست نصرانیوں کے رہبانیوں اور پادریوں کا مجمع تھا۔ جن میں سے ہر شخص ع ہر کس بخیال خویش خبطے دارد کا نمونہ بنا ہوا تھا، کوئی آفتاب اور کوئی آگ کو ڈنڈوٹ کرتا تھا، اور کوئی صلیب کو اپنا قبلہ حاجات بنائے تھا، ہم یہ دیکھ کر متعجب ہوئے اور ان لوگوں کی کم عقلی اور گمراہی پر حیرت کرتے ہوئے آگے بڑھے، آخر گھومتے گھومتے بستی کے کنارے پر ہم ایک کنوئیں پر پہنچے جس پر جوان لڑکیاں پانی پلا رہی تھیں۔ اتفاق سے شیخ مرشد ابوعبداللہ اندلسی کی نظر ان میں سے ایک لڑکی پر پڑی، جو اپنے خدا داد حسن وجمال میں سب ہمجولیوں سے ممتاز ہونے کے ساتھ زیور اور لباس سے آراستہ تھی، شیخ کی اس سے چار آنکھیں ہوتے ہی حالت دگرگوں ہونے لگی، چہرہ بدلنے لگا۔ اسی انتشار طبع کی حالت میں شیخ اس کی ہمجولیوں سے مخاطب ہو کر کہنے لگے، یہ کس کی لڑکی ہے؟

لڑکیاں :- یہ اس بستی کے سردار کی لڑکی ہے

شیخ :- پھر اس کے باپ نے اس کو اتنا ذلیل کیوں بنا رکھا ہے۔ کہ کنوئیں سے خود ہی پانی بھرتی ہے۔ کیا وہ اس کے لئے کوئی ماما نوکر نہیں رکھ سکتا، جو اس کی خدمت کرے۔

لڑکیاں - کیوں نہیں، مگر اس کا باپ ایک نہایت عقیل اور فہیم آدمی ہے اس کا مقصود یہ ہے کہ لڑکی اپنے باپ کے مال و متاع حشم وخدم پر غرہ ہو کر کہیں اپنے فطری اخلاق خراب نہ کر بیٹھے اور نکاح کے بعد شوہر کے یہاں جا کر اُس کی خدمت میں کوئی قصور نہ کرے۔لہ

حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ شیخ اس کے بعد سر جھکا کر بیٹھ گئے اور تین دن کامل اس پر گذر گئے کہ نہ کچھ کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں اور نہ کسی سے کلام کرتے ہیں۔ البتہ جب نماز کا وقت آتا ہے تو نماز ادا کر لیتے ہیں، مریدین اور تلامذہ کی کثیر التعداد جماعت اُن کے ساتھ ہے لیکن سخت ضیق میں ہیں کوئی تدبیر نظر نہیں آتی۔

حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ تیسرے دن میں نے یہ حالت دیکھ کر پیش قدمی

لہ۔ سردار کا لڑکی کو باہر نکالنا اور کنوئیں پر بھیجنا اگرچہ بے شبہ مذموم وناروا تھا۔ مگر ساتھ ہی اُس کا لڑکی کے اخلاق اور خاوند کی اطاعت کا خیال ضرور قابل داد ہے۔ ہمیں چاہیئے کہ اس سے عبرت حاصل کریں۔ اور بود وباش میں لڑکیوں کے اخلاق خراب نہ ہونے دیں ان کو سسرال کے آداب اور خاوند کی اطاعت کا سبق دیں ۱۲ منہ

کی اور عرض کیا کہ اے شیخ! آپ کے مریدین آپ کے اس مستمر سکوت سے متعجب اور پریشان ہیں۔ کچھ تو فرمائیے کیا حال ہے۔

شیخ (قوم کی طرف متوجہ ہو کر) میرے عزیزو! اپنی حالت تم سے کب تک چھپاؤں، پرسوں میں نے جس لڑکی کو دیکھا ہے۔ اُس کی محبت مجھ پر اتنی غالب آچکی ہے کہ میرے تمام اعضاء و جوارح پر اسی کا تسلط ہے، اب کسی طرح ممکن نہیں کہ میں اس سرزمین کو چھوڑ دوں ؎

برنخیزم ز سر کوئے تو تا جاں دارم
در رسد کار بجاں از سر جاں برخیزم

حضرت شبلی:۔ اے ہمارے سردار آپ اہل عراق کے پیر و مرشد علم و فضل اور زہد و عبادت میں شہرہ آفاق ہیں۔ آپ کے مریدین کی تعداد بارہ ہزار سے متجاوز ہو چکی ہے۔ بطفیل قرآن عزیز ہمیں اور ان سب کو رُسوا نہ کیجئے۔

شیخ:۔ میرے عزیزو! میرا اور تمہارا.... نصیب تقدیر خداوندی ہو چکی ہے۔ مجھ سے ولایت کا لباس سلب کر لیا گیا اور ہدایت کی علامات اٹھا لی گئیں، یہ کہہ کر رونا شروع کیا۔ اور کہا اے میری قوم! قضا و قدر نافذ ہو چکی ہے اب کام میرے بس کا نہیں ہے۔"

حضرت شبلیؒ فرماتے ہیں کہ ہمیں اس عجیب واقعہ پر سخت تعجب ہوا۔ اور حسرت سے رونا شروع کیا، شیخ بھی ہمارے ساتھ رو رہے تھے یہاں تک کہ زمین آنسوؤں کے اُمنڈ آنے والے سیلاب سے تر ہو گئی، اس کے بعد ہم مجبور ہو کر اپنے وطن بغداد کی طرف لوٹے۔ لوگ ہمارے آنے کی خبر سن کر شیخ کی زیارت کے لئے شہر سے باہر آئے اور شیخ کو ہمارے ساتھ نہ دیکھ کر سبب دریافت کیا۔ ہم نے سارا واقعہ بیان کیا واقعہ سن کر لوگوں میں کہرام مچ گیا، شیخ کے مریدوں میں سے کثیر التعداد جماعت تو اسی غم و حسرت میں اسی وقت عالم آخرت کو سدھار گئی۔ اور باقی لوگ گڑگڑا کر خدائے بے نیاز کی بارگاہ میں دعا کر رہے ہیں کہ مقلب القلوب شیخ کو ہدایت کر اور پھر اپنے مرتبہ پر لوٹا دے۔ اس کے بعد تمام خانقاہیں بند ہو گئیں، اور ہم ایک سال تک اسی حسرت و افسوس میں شیخ کے فراق میں لوٹتے رہے، ایک سال کے بعد جب ہم مریدوں نے ارادہ کیا کہ چل کر شیخ کی خبر لیں، کہاں ہیں اور کس حال میں ہیں تو ہماری ایک جماعت نے سفر کیا۔ اور اس گاؤں میں پہنچ کر وہاں کے لوگوں سے شیخ کا حال دریافت کیا

گاؤں والے۔ وہ جنگل میں خنزیر و سؤر چرا رہا ہے۔

ہم:۔ خدا کی پناہ یہ کیا ہوا؟

گاؤں والے۔ اس نے سردار کی لڑکی سے منگنی کی تھی، اس کے باپ نے اس شرط پر منظور کر لیا اور وہ جنگل میں سؤر چرانے کی خدمت پر مامور ہے

ہم یہ سن کر ششدر رہ گئے اور غم سے ہمارے کلیجے پھٹنے لگے، آنکھوں سے بیساختہ آنسوؤں کا طوفان اُمنڈنے لگا۔ بمشکل دل تھام کر اس جنگل میں پہنچے جہاں وہ سؤر چرا رہے تھے دیکھا تو شیخ کے سر پر نصاریٰ کی ٹوپی ہے اور کمر میں زنار باندھی ہوئی ہے۔ اور اس عصا پر ٹیک لگائے ہوئے خنزیروں کے سامنے کھڑے ہیں۔ جس سے وعظ اور خطبہ کے وقت سہارا لیا کرتے تھے۔ جس نے ہمارے زخموں پر نمک پاشی کا کام کیا، شیخ نے ہمیں اپنی طرف آتے دیکھ کر سر جھکا لیا، ہم نے قریب پہنچ کر السلام علیکم کہا۔

شیخ (کسی قدر دبی زبان سے) وعلیکم السلام

شبلیؒ:۔ اے شیخ! اس علم و فضل اور حدیث و تفسیر کے ہوتے ہوئے آج تمہارا کیا حال ہے؟

شیخ:۔ میرے بھائیو! میں اپنے اختیار میں نہیں، میرے مولا نے جس طرح چاہا مجھ میں تصرف کیا۔ اور اس قدر تقرب کے بعد جب چاہا کہ مجھے اپنے دروازہ سے دور پھینک دے تو پھر اُس کی قضا کو کون ٹالنے والا تھا۔ اے عزیزو! خدائے بے نیاز کے قہر سے ڈرو، اپنے علم و فضل پر مغرور نہ ہو۔ اُس کے بعد آسمان کی طرف نظر اٹھا کر کہا اے میرے مولا! میرا گمان تیرے بارے میں ایسا نہ تھا کہ تو مجھ کو ذلیل و خوار کر کے اپنے دروازہ سے نکالدے گا یہ کہہ کر خدا تعالیٰ سے استغاثہ کرنا اور رونا شروع کر دیا۔ اور آواز دی کہ اے شبلی! اپنے غیر کو دیکھ کر عبرت حاصل کر (حدیث میں ہے) السعید من وعظ بغیرہ) یعنی نیک وہ ہے جو دوسروں کو دیکھ کر نصیحت حاصل کرے

شبلی (رونے کی وجہ سے لکنت کرتی ہوئی آواز سے نہایت دردناک لہجہ میں) اے ہمارے پروردگار ہم تجھ ہی سے مدد طلب کرتے ہیں۔ اور تجھ ہی سے استغاثہ کرتے ہیں۔ ہر کام میں ہم کو تیرا ہی بھروسہ ہے، ہم سے یہ مصیبت دفع کر دے کہ تیرے سوا کوئی دفع کرنے والا نہیں

خنزیر ان کا رونا اور ان کی دردناک آواز سنتے ہی سب کے سب وہیں جمع ہو گئے اور زمین پر مرغ بسمل کی طرح لوٹنا اور چلانا شروع کیا۔ اور اس زور سے چیخے کہ ان کی آواز سے جنگل اور پہاڑ گونج اٹھے، یہ میدان حشر کا نمونہ بن گیا، اِدھر شیخ حسرت کے عالم میں زار زار رو رہے تھے۔

حضرت شبلی:۔ شیخ آپ حافظ قرآن تھے اور قرآن کو ساتوں قرأت سے پڑھا کرتے تھے اب بھی اس کی آیت یاد ہے؟

شیخ:۔ اے عزیز! مجھے تمام قرآن میں دو آیتوں کے سوا کچھ یاد نہیں رہا۔

حضرت شبلی:۔ وہ دو آیتیں کون سی ہیں؟

شیخ:۔ ایک تو یہ ہے ومن یھن اللّٰہ فمالہ من مکرم ان اللّٰہ یفعل ما یشاءُ (جس کو اللہ ذلیل کرتا ہے، اُس کو کوئی عزت دینے والا نہیں۔ بے شک اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے) اور دوسری یہ ہے۔ ومن یبدل الکفر بالایمان فقد ضل سواء السبیل (جس نے ایمان کے بدلے میں کفر اختیار کیا تحقیق وہ سیدھے راستے سے گمراہ ہو گیا

شبلی اے شیخ آپ کو تیس ہزار حدیثیں مع املا کے برزبان یاد تھیں، اب بھی اُن میں سے کوئی یاد ہے؟

شیخ:۔ صرف ایک حدیث یاد ہے، من بدل دینہ فاقتلوہ (جو شخص اپنا دین بدل ڈالے اُس کو قتل کر ڈالو)

شبلی۔ ہم یہ حال دیکھ کر بصد حسرت و یاس شیخ کو وہیں چھوڑ کر واپس ہوئے اور بغداد کا قصد کیا ابھی تین منزل طے کرنے پائے تھے کہ تیسرے روز اچانک اپنے آگے دیکھا کہ نہر سے غسل کر کے نکل رہے ہیں، اور بآواز بلند شہادتیں اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ و اشھد ان محمداً رسول اللّٰہ پڑھے جاتے تھے، اس وقت ہماری مسرت کا اندازہ وہی کر سکتا ہے۔ جس کو اس سے پہلے ہماری مصیبت اور حسرت و یاس کا اندازہ ہو۔

شیخ (قریب پہنچ کر) مجھے ایک کپڑا دو" اور کپڑا لے کر سب سے پہلے نماز کی نیت باندھی ہم منتظر ہیں کہ شیخ نماز سے فارغ ہوں تو مفصل واقعہ سنیں۔ تھوڑی دیر کے بعد شیخ نماز سے فارغ ہوئے اور ہماری طرف متوجہ ہو کر بیٹھ گئے

ہم:۔ اس خدائے قدیر و عظیم کا ہزار ہزار شکر ہے جس نے آپ کو ہم سے ملا یا اور ہماری جماعت کا شیرازہ بکھر جانے کے بعد پھر درست فرما دیا، مگر ذرا بیان تو فرمائیے کہ اس انکار شدید کے بعد پھر آپ کا آنا کیسے ہوا؟

شیخ:۔ میرے دوستو! جب تم مجھے چھوڑ کر واپس ہوئے۔ میں نے گڑگڑا کر اللہ تعالےٰ سے دعا کی کہ خداوندا مجھے اس جنجال سے نجات دے۔ میں تیرا خطا کار بندہ ہوں" اس سمیع الدعا نے بایں ہمہ میری آواز سن لی اور میرے سارے گناہ محو کر دیئے

ہم :۔ شیخ! کیا آپ کے اس ابتلا (آزمائش) کا کوئی سبب تھا؟

شیخ :۔ ہاں جب ہم گاؤں میں اُترے اور بُت خانوں اور گرجا گھروں میں ہمارا گذر ہؤا آتش پرستوں اور صلیب پرستوں کو غیر اللہ کی عبادت میں مشغول دیکھ کر میرے دل میں تکبر اور بڑائی پیدا ہوئی کہ ہم مومن موحد ہیں اور یہ کمبخت کیسے جاہل احمق ہیں کہ بے حس و بے شعور چیزوں کی پرستش کرتے ہیں مجھے اسی وقت ایک غیبی آواز دی گئی۔ کہ یہ ایمان و توحید کچھ تمہارا ذاتی کمال نہیں۔ بلکہ ہماری توفیق سے ہے اور اگر تم چاہو تو ہم تمہیں ابھی بتلا دیں،، اور مجھے اسی وقت یہ احساس ہؤا کہ گویا کوئی جانور میرے قلب سے نکل کر اُڑ گیا ہے۔ جو درحقیقت ایمان تھا۔

حضرت شبلیؒ۔ اس کے بعد ہمارا قافلہ نہایت خوشی اور کامیابی کے ساتھ بغداد پہنچا سب مریدین شیخ کی زیارت اور ان کے دوبارہ قبول اسلام سے خوشیاں منا رہے ہیں۔ خانقاہیں اور حجرے کھول دیئے گئے۔ بادشاہ وقت شیخ کی زیارت کے لئے حاضر ہؤا اور کچھ ہدایا پیش کئے۔

شیخ پھر اپنے قدیم شغل میں مشغول ہوگئے اور پھر وہی حدیث و تفسیر وعظ و تذکیر تعلیم و تربیت کا دور شروع ہوگیا، خداوند عالم نے شیخ کا بھولا ہوا علم پھر ان کو عطا فرمادیا بلکہ اب نسبتاً پہلے سے ہر علم و فن میں ترقی ہے۔ تلامذہ کی تعداد چالیس ہزار، اور اسی حالت میں ایک مدت گزر گئی، ایک روز ہم صبح کی نماز پڑھ کر شیخ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک کسی شخص نے حجرے کا دروازہ کھٹکھٹایا، میں دروازہ پر گیا۔ تو دیکھا کہ ایک شخص سیاہ کپڑوں میں لپٹا ہوا کھڑا ہے

میں۔ آپ کون ہیں؟ کہاں سے آئے ہیں؟ اور کیا مقصود ہے؟

آنے والا۔ اپنے شیخ سے کہہ دو کہ وہ لڑکی جس کو آپ فلاں گاؤں میں (اس گاؤں کا نام لے کر جس میں شیخ مبتلا ہوئے تھے)، آپ کی خدمت کے لئے حاضر ہے، سچ ہے کہ جب کوئی خدا تعالےٰ کا ہو رہتا ہے تو سارا جہان اُس کا ہو جاتا ہے ؎

چوں از و گشتی ہمہ چیز از تو گشت

میں شیخ کے پاس گیا۔ واقعہ بیان کیا شیخ سنتے ہی زرد ہو گئے۔ اور خوف سے کانپنے لگے۔ اس کے بعد اُس کو اندر آنے کی اجازت دی۔ لڑکی شیخ کو دیکھتے ہی زار و زار رو رہی ہے۔ شدت گریہ دم لینے کی اجازت نہیں دیتی کہ کچھ کلام کرے۔

شیخ لڑکی سے خطاب کرکے تمہارا یہاں آنا کیسے ہؤا۔ اور یہاں تک تمہیں کس نے پہنچایا۔

لڑکی۔ اے میرے سردار جب آپ ہمارے گاؤں سے رخصت ہوئے اور مجھے خبر ملی میری بے چینی اور بے قراری جس حد کو پہنچی اُس کو کچھ میرا ہی دل جانتا ہے۔ نہ بھوک رہی نہ پیاس، نیند تو کہاں آتی میں رات بھر اسی اضطراب میں رہ کر صبح کے قریب ذرا لیٹ گئی اور اس وقت مجھ پر کچھ غنودگی سی غالب ہوئی۔ اسی غنودگی میں، میں نے خواب میں ایک شخص کو دیکھا جو یہ کہہ رہا تھا۔ کہ اگر مؤمنات میں داخل ہونا چاہتی ہے تو بتوں کی عبادت چھوڑ دے اور شیخ کا اتباع کر۔ اور اپنے دین سے توبہ کرکے شیخ کے دین میں داخل ہو جا۔

میں اسی خواب کے عالم میں اُس شخص کو خطاب کرکے شیخ کا دین کیا ہے

شخص۔ اس کا دین اسلام ہے

میں۔ اسلام کیا چیز ہے۔

شخص۔ اس بات کی دل اور زبان سے گواہی دینا کہ خدا تعالےٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم اُس کے برحق رسول و پیغمبر ہیں

میں۔ تو اچھا میں شیخ کے پاس کس طرح پہنچ سکتی ہوں۔

شخص۔ ذرا آنکھیں بند کرلو۔ اور اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں دے دو۔

میں بہت اچھا، یہ کہا اور کھڑی ہوگئی اور ہاتھ اُس کے ہاتھ میں دے دیا

شخص (میرا ہاتھ پکڑے ہوئے تھوڑی دور چل کر)، لو بس آنکھیں کھول دو۔ میں نے آنکھیں کھولیں اپنے آپ کو دجلہ (ایک نہر ہے جو بغداد کے نیچے بہتی ہے) کے کنارے پایا، اب میں متحیر ہوں۔ اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہی ہوں کہ میں چند منٹوں میں کہاں سے کہاں پہنچ گئی۔ اُس شخص نے آپ کے حجرے کی طرف اشارہ کرکے کہا۔" یہ سامنے شیخ کا حجرہ ہے وہاں چلی جاؤ، اور شیخ سے کہہ دو کہ آپ کا بھائی خضر (علیہ السلام) آپ کو سلام کہتا ہے، میں اُس شخص کے اشارہ کے موافق یہاں پہنچ گئی، اور اب آپ کی خدمت کے لئے حاضر ہوں، مجھے مسلمان کر لیجئے۔

شیخ نے اس کو مسلمان کرکے اپنے پڑوس کے حجرے میں ٹھہرا دیا کہ یہاں عبادت کرتی رہو۔ لڑکی عبادت میں مشغول ہوگئی اور زہد و عبادت میں اپنے اکثر اقران سے سبقت لے گئی دن بھر روزہ رکھتی ہے، اور رات بھر اپنے مالک بے نیاز کے سامنے ہاتھ باندھے کھڑے رہتی ہے، محنت سے بدن ڈھل گیا ہے۔ ہڈی اور چمڑے کے سوا کچھ نظر نہیں آتا، آخر اسی میں مریض ہوگئی اور مرض اتنا ممتد ہوا کہ موت کا نقشہ آنکھوں کے سامنے پھر گیا اور اب مسافر آخرت کے دل میں اس کے سوا کوئی حسرت باقی نہیں کہ ایک مرتبہ شیخ کی زیارت سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کر لے، کیونکہ جس وقت سے یہ اس حجرے میں مقیم ہے۔ شیخ نے اس کو نہ دیکھا ہے۔ اور نہ یہی شیخ کی زیارت کر سکی جس سے آپ چند گھڑی کے مہمان کی حسرت و یاس کا اندازہ کر سکتے ہیں جو اس وقت ؏

تا زیر لب آرند و چشیدن نگذارند

کا مصداق بنا ہوا ہے، آخر شیخ کو کہلا بھیجا کہ موت سے پہلے ایک مرتبہ میرے پاس ہو جائیں

یار اگر بر سر پرسیدن بیمار غمت
گو بیا خوش کہ ہنوزش نفسے می آید

شیخ یہ سُن کر فوراً تشریف لائے، جاں بلب لڑکی حسرت بھری نگاہوں سے شیخ کی طرف دیکھنا چاہتی ہے۔ مگر آنسوؤں میں ڈبڈبائی ہوئی آنکھیں اسے ایک نظر بھر دیکھنے کی مہلت نہیں دیتیں آنسوؤں کا ایک تار بندھا ہوا ہے۔ مگر ضعف بولنے کی اجازت نہیں دیتا لیکن اس کی زبان بے زبانی یہ کہہ رہی ہے ؎

دم آخر ہے ظالم دیکھ لینے دے نظر بھر کر
سدا پھر دیدۂ تر کرتے رہنا اشک افشانی

آخر لڑکھڑائی زبان اور بیٹھی ہوئی آواز سے اتنا کہا السلام علیکم

شیخ : (شفقت آمیز آواز سے)، تم گھبراؤ نہیں، انشاء اللہ تعالےٰ عنقریب ہماری ملاقات جنت میں ہونے والی ہے۔

لڑکی شیخ کے ناصحانہ کلمات سے متاثر ہوکر خاموش ہو گئی، اور اب یہ خاموشی ممتد ہوئی کہ یہ مہر سکوت صبح قیامت سے پہلے نہ ٹوٹے گی۔ اس پر کچھ دیر نہیں گذری تھی کہ مسافر آخرت نے اس دار فانی کو خیرباد کہا۔

شیخ اس کی وفات پر آبدیدہ ہیں۔ مگر ان کی حیات بھی دنیا میں چند روز سے زائد نہیں رہی حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے۔ کہ چند ہی روز کے بعد شیخ اس عالم فانی سے رخصت ہوئے کچھ دنوں کے بعد میں نے شیخ کو خواب میں دیکھا کہ جنت کے ایک پر فضا باغ میں مقیم ہیں۔ اور ستر حوروں سے آپ کا نکاح ہوا ہے جن میں پہلی وہ عورت جس کے ساتھ نکاح ہوا ہے وہی لڑکی ہے، اور اب وہ ۵/۲۴

۲۴/ دونوں ابدالآباد کے لئے جنت کی بیش نعمتوں سے خوش و خرم ہیں۔ ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم۔

موت کی یاد

حضرت مولانا عبید اللہ مدرس مدرسہ دار الہدیٰ بھکر

ہمارا یہ ایمان ہے کہ ہر انسان کو موت کا جام پینا ہے ۔ موت کے بعد زندگی کے اعمال کا حساب وکتاب ہونا ہے ۔ اللہ تعالےٰ کے فرمانبردار بندے جنّت میں جائیں گے ۔ اور نافرمان جہنم رسید ہوں گے ۔ جنّت کی ادنےٰ سے ادنیٰ نعمت دنیا وما فیہا سے بہتر اور جہنم کی چھوٹی سے چھوٹی تکلیف دنیا کے تمام آلام ومصائب سے زیادہ سخت اور ہولناک ہوگی ۔ جنّت کی فضا میں ایک بار کا گھومنا پھرنا دنیوی زندگی کی ساری تلخیاں کو یکسر بھلا دے گا ۔ اور جہنم کی ذراسی آنچ ساری زندگی کی لذّت وآرام اور عیش وعشرت پر پانی پھیر دے گی ۔ معذب انسان محسوس کرے گا کہ اُسے زندگی میں لمحہ بھر بھی سکون نصیب نہیں ہوا ۔ قرآن وحدیث میں موت، قبر، حشر، جنّت اور دوزخ کے حالات کو کھول کھول کر بیان فرمایا گیا ہے اور جزاء وسزا کی مختلف اقسام کو مختلف پیرایوں میں واضح اور منقح کیا گیا ہے اور بار بار موت کی یاد دلائی ہے ۔ تاکہ بندے غفلت اور نافرمانی کا شکار نہ ہوں ۔

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ؕ وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ (پ۴ ع۱)

ہر جان موت کا مزہ چکھنے والی ہے اور قیامت کے دن پورے پورے بدلے ملیں گے

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ثُمَّ اِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ ۝ (پ۲۱ ع۲)

ہر جاندار موت کا مزہ چکھنے والا ہے پھر ہمارے ہی پاس پھر کر آؤ گے

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ۝ وَيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ۝ (پ۲۷ ع۱۱)

جو کوئی زمین پر ہے فنا ہو جانے والا ہے اور آپ کے پروردگار کی ذات باقی رہے گی جو بڑی شان اور عظمت والا ہے ۔

وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا ؕ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌ ۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ (پ۲۸ ع۱۳)

اور اللہ کسی نفس کو ہرگز مہلت نہیں دے گا ۔ جب اس کی اجل آجائے گی اور اللہ اس سے خبردار ہے

موت کو یاد کرنا غفلت جیسے مہلک ترین مرض کا بہترین علاج ہے ۔ اور ایسا علاج ہے کہ جس پر نہ پیسہ خرچ آتا ہے اور نہ ہی تیار کرنے کی مشقت اٹھانی پڑتی ہے ۔ موت اور مابعد الموت کو یاد رکھنے سے غفلت دور ہوتی ہے ۔ خدا تعالےٰ اور آخرت کا خوف دل میں جا گزیں ہو جاتا ہے ۔ اس جہان کی ہر چیز فانی اور عارضی نظر آتی ہے ۔

ایک افسر بہت بڑے منصب پر فائز ہو ۔ ہزاروں روپے تنخواہ پا رہا ہو ۔ لیکن اس پر ایک غبن وغیرہ کا مقدمہ زیر سماعت ہو جس کے سبب مال، عزّت، اور عہدہ چھن جانے کا خطرہ لاحق ہو، اس کے جاہ ومنصب اور اسباب عیش وطرب کی ساری لذتیں خاک میں مل جائیں گی، عہدہ کی تمام مراعات کے باوجود اُسے لطف اور مزہ نہیں آئے گا ۔

بندہ جب موت اور موت کے بعد پیش آنے والے معاملات پر نظر رکھتا ہے ۔ تو اُسے دنیا کی ہر چیز عارضی اور بے لذّت محسوس ہونے لگتی ہے ۔ اور لذّت ہی سبب بنتی ہے غفلت کا ۔ جب دنیا کے علائق منافع اور اسباب ہی لذّت ناآشنا ہو جائیں تو خدا تعالےٰ کی یاد اور عبادت سے غفلت کیا معنی رکھتی ہے ۔ بزم مسرت ہو یا صف ماتم بندہ خدا سے خائف رہتا اور موت کو یاد رکھتا ہے ۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص طور پر موت کو یاد رکھنے کی تلقین فرمائی ہے ۔

ایک دفعہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نماز کے لئے تشریف لائے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت کھل کھلا کر ہنس رہی تھی ۔ ہنسی کی وجہ سے دانت کھل رہے تھے آپؐ نے ارشاد فرمایا ۔ کہ اگر تم موت کو زیادہ یاد کرو تو ایسی حالت پیدا نہ ہو ۔ جو میں تم میں دیکھ رہا ہوں ۔ کثرت سے لذتیں کاٹنے والی کو یاد کیا کرو ۔ جس سے مراد موت ہے ۔ قبر میں کوئی ایسا دن نہیں گزرتا ۔ کہ جس میں وہ نہ کہتی ہو ۔ کہ میں غربت کا گھر ہوں میں تنہائی کا گھر ہوں ۔ میں مٹی کا گھر ہوں میں کیڑوں کا گھر ہوں ۔ جب کوئی مومن سپرد خاک کیا جاتا ہے ۔ تو قبر اُسے کہتی ہے کہ تو مکان فراخ میں آیا اور اپنی جگہ میں آیا جتنے آدمی مجھ پر چلتے تھے ۔ ان سب میں تو مجھے بہت پیارا تھا ۔ آج جب تو میرے پاس آیا ہے تو میرے بہترین سلوک کو دیکھے گا ۔ پھر جہاں تک مرنے والے کی نظر دیکھ سکتی ہے ۔ قبر فراخ ہو جاتی ہے ۔ اس کے لئے بہشت کا ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے جس میں سے ٹھنڈی ہوا اور خوشبو آتی ہے ۔ اور جب کوئی بدکردار آدمی قبر میں دفن کیا جاتا ہے ۔ تو اُسے (قبر) کہتی ہے کہ تو کشادہ مکان اور اپنی جگہ میں نہیں آیا ۔ یعنی تیرا آنا نامبارک ہے ۔ جتنے لوگ زمین پر چلتے تھے سب میں سے تو ہی میرا بڑا دشمن تھا ۔ اب جب تو میرے حوالے ہوا ہے ۔ تو میرا برتاؤ دیکھ لے گا ۔ پھر اسے (قبر) اس طرح دباتی ہے ۔ کہ اس کی پسلیاں ایک دوسری میں گھس جاتی ہیں — حضرت ابو سعیدؓ فرماتے ہیں کہ اس موقعہ پر حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی مبارک انگلیاں ایک دوسری میں ڈال کر پسلیوں کی ایک دوسری میں گھسنے کی شکل دکھائی آپ نے فرمایا اُس پر ستر اژدہا ایسے مسلط کئے جاتے ہیں کہ زمین پر ایک بھی پھنکار مار دے تو زمین کچھ نہ اُگائے ۔ وہ اژدہا اسے قیامت تک ڈستے رہتے ہیں ۔ پھر آپؐ نے ارشاد فرمایا ۔ کہ قبر جنّت کا ایک باغ ہے یا دوزخ کا ایک گڑھا ہے ۔

(مشکوٰۃ المصابیح)

مسلمان خواہ سربرآرائے سلطنت ہو یا فقیر بے نوا ۔ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد "اَكْثِرُوْا ذِكْرَ هَادِمِ اللَّذَّاتِ" پر عمل کر کے فلاح ونجات کی راہ پا سکتا ہے — مسلمان کی شان یہ ہے کہ وہ جاہ وحشمت کی لذت اور فقر وفاقہ کی شدائد سے بے پرواہ ہو کر منشائے خداوندی کو پورا کرے اور آخرت سے کبھی غافل نہ ہوے

دلا تو رسم تعلق ز مرغ آبی جو!
گرچہ غرق بدریا است خشک برخاست

اہلسنت والجماعت کا اس پر اجتماع ہے ۔ کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ انبیاء علیہم السلام کے علاوہ تمام انسانوں سے افضل اور یقینی طور پر جنتی ہیں ۔ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ

هٰذَانِ سَيِّدَا كُهُوْلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ مِنَ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ اِلَّا النَّبِيِّيْنَ وَالْمُرْسَلِيْنَ ۔ (ترمذی)

خصائل مومن

(۳)

(جناب محمد عمر الدین صاحب رسا تگھڑ)

(۱۱) مومن دنیا میں متکبر اور بڑا نہیں بنتا

اللہ تعالیٰ نے قارون کے ذکر کے خاتمہ پر فرمایا:۔

تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ وَلَا فَسَادًا وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ ۝ (القصص آیت ۸۳-۶-۹)

یہ آخرت کا گھر ہم انہیں کو دیتے ہیں۔ جو ملک میں ظلم اور فساد کا ارادہ نہیں رکھتے اور نیک انجام تو پرہیزگاروں ہی کا ہے۔

حاشیہ حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

یعنی قارون کی دولت کو نادانوں نے کہا کہ اس کی بڑی قسمت ہے۔ بڑی قسمت یہ نہیں

آخرت

آخرت کا ملنا بڑی قسمت ہے سو وہ ان کے لئے ہے جو اللہ کے ملک میں

شرارت کرنا اور بگاڑ ڈالنا

نہیں چاہتے اور اس فکر میں نہیں رہتے کہ اپنی ذات کو سب سے اونچا رکھیں۔

بلکہ

تواضع وانکساری، اور پرہیزگاری کی راہ اختیار کرتے ہیں، ان کی کوشش بجائے اپنی ذات کو اونچا رکھنے کے یہ ہوتی ہے کہ اپنے

دین

کو اونچا رکھیں۔ حق کا بول بالا کریں۔ اور اپنی مسلم قوم کو ابھارنے اور سربلند کرنے میں پوری ہمت صرف کر ڈالیں وہ

دنیا

کے حریص نہیں ہوتے

آخرت

کے عاشق ہوتے ہیں۔ دنیا خود ان کے قدم، چوم لیتی ہے

آپ

سوچ لو کہ دنیا کا مطلوب کیا دنیا کے طالب سے اچھا نہیں...... صحابہ رضی اللہ عنہم کو دیکھو وہ سب تارک الدنیا تھے۔ مگر متروک الدنیا نہ تھے۔ بہر حال

مومن کا مقصد اصلی

آخرت ہے۔ دنیا کا جو حصہ اس مقصد کا ذریعہ بنے۔ وہی مبارک ہے ورنہ ہیچ۔"

(۱۲) اگر بدلہ لینے پر نوبت آئے تو مومن زیادتی نہیں کرتا

وَجَزَاءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا ۚ فَمَنْ عَفَا وَأَصْلَحَ فَأَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ ۚ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ ۝ (الشوریٰ آیت ۴۰)

ترجمہ! اور برائی کا بدلہ ویسی ہی برائی ہے۔ پس جس نے معاف کر دیا۔ اور صلح کر لی تو اُس کا اجر اللہ کے ذمہ ہے بے شک وہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا۔

"جو ایسے منصف ہیں کہ جب اُن پر کسی کی طرف سے کچھ ظلم واقع ہوتا ہے۔ تو وہ (اگر بدلہ لیتے ہیں تو) برابر بدلہ لیتے ہیں زیادتی نہیں کرتے ! اور یہ مطلب نہیں۔ کہ معاف نہیں کرتے، اور برابر کا بدلہ لینے کے لئے ہم نے یہ اجازت دے رکھی ہے۔ کہ برائی کا بدلہ ویسی ہی۔۔۔

بشرطیکہ

وہ فعل فی نفسہ معصیت نہ ہو

پھر

(بعد اجازت انتقام کے) جو شخص معاف کر دے اور (باہمی معاملہ کی) اصلاح کر لے جس سے عداوت جاتی رہے اور دوستی ہو جاوے کہ یہ معافی سے بھی بڑھ کر ہے تو اُس کا ثواب (حسب وعدہ) اللہ کے ذمے ہے، اور جو بدلہ لینے میں زیادتی کرنے لگے تو یہ سن رکھے کہ واقعی اللہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا۔ (بیان القرآن)

(۱۳) مومن کو معاش کے دھندے اللہ تعالیٰ کی یاد اور اس کے احکام کی بجاآوری سے غافل نہیں کرتے

رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَن ذِكْرِ اللَّهِ وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ ۙ يَخَافُونَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيهِ الْقُلُوبُ وَالْأَبْصَارُ ۝ (النور آیتہ ۳)

ایسے آدمی جنہیں سوداگری اور خرید و فروخت اللہ کے ذکر اور نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے سے غافل نہیں کرتی۔ اس دن سے ڈرتے ہیں۔ جس میں دل اور آنکھیں الٹ جائیں گی۔

حاشیہ حضرت مولانا عثمانیؒ

"یعنی معاش کے دھندے ان کو اللہ کی یاد اور احکام الٰہیہ کی بجاآوری سے غافل نہیں کرتے۔ بڑے سے بڑا بیوپار یا معمولی خرید و فروخت کوئی خدا کے ذکر سے نہیں روکتی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کی یہی شان تھی۔"

لہٰذا

ہمیں بھی اپنے اسلاف کے اوصاف اپنے اندر پیدا کرنے چاہئیں۔

حضرت ابو درداءؓ فرماتے ہیں کہ اگر میں بیوپار کروں۔ اور اس میں مجھے روزانہ تین سو اشرفیاں ملتی ہوں تو بھی میں نمازوں کے وقت کاروبار چھوڑ کر نمازیں ادا کرنے چلا جاؤں گا۔" اس بات کا سلف میں یہاں تک خیال تھا کہ ترازو اٹھائے تول رہے ہیں۔ اذان کی آواز کان میں پڑی۔ فوراً ترازو رکھ دی اور مسجد کی طرف چل دیئے۔ فرض نماز مسجد میں، باجماعت ادا کرنے کا انہیں عشق تھا....." (ابن کثیر)

(۱۴) مومن اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر حکم ماننے کیلئے کمربستہ رہتا ہے۔

إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَن يَقُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝ وَمَن يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَخْشَ اللَّهَ وَيَتَّقْهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ ۝

(النور آیتہ ۵۲،۵۱)

ترجمہ! مومنوں کی بات تو یہی ہوتی ہے۔ کہ جب انہیں اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلایا جاتا ہے۔ تاکہ وہ ان کے درمیان فیصلہ کرے۔ وہ کہتے ہیں ہم نے سنا اور مان لیا اور وہی لوگ نجات پانے والے ہیں۔ اور جو شخص اللہ اور اُس کے رسول کی اطاعت کرتا ہے اور اللہ سے ڈرتا ہے۔ اور اُس کی نافرمانی سے بچتا ہے۔ بس وہی کامیاب ہونے والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ مومنوں کی صفت بیان فرماتا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے حکموں کو مانتے ہیں۔ وہ کتاب اللہ

(قرآن مجید) اور سنت رسول اللہ (حدیث شریف) کے سوا اور جگہ دین تلاش نہیں کرتے مومنوں کی یہی بات ہوتی ہے کہ جب انہیں اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلایا جاتا ہے۔ تو کہتے ہم نے سُنا۔ اور مان لیا۔ کامیاب بامراد اور نجات یافتہ یہی حضرات ہیں...."

(تفسیر ابن کثیرؒ)

حضرت مولانا عثمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یعنی سچے مومن کا کام یہ ہوتا ہے۔ اور یہی ہونا چاہیئے۔ کہ جب کسی معاملہ میں ان کو خدا و رسول کی طرف بلایا جائے۔ خواہ اُس میں بظاہر ان کا نفع ہو یا نقصان ایک منٹ کا توقف نہ کریں۔ فی الفور سمعنا و اطعنا، کہہ کر حکم ماننے کے لئے تیار ہو جائیں۔ اس میں ان کی اصلی بھلائی اور حقیقی فلاح کا راز مضمر ہے۔"

۱۵۔ مومن جان اور مال کو طلبِ دین میں صرف کرتا ہے۔

(۱) وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ ط وَاللّٰهُ رَءُوْفٌم بِالْعِبَادِ ہ (البقرہ۔ آیت ۲۷۔ ۶-۲۵۰)

ترجمہ! اور بعض ایسے بھی ہیں جو اللہ کی رضا جوئی کے لئے اپنی جان بھی بیچ دیتے ہیں۔ اور اللہ بندوں پر بڑا مہربان ہے۔

"یہ حال صاحب ایمان کا، کہ اللہ کی رضا پر اپنی جان دیوے" (موضح القرآن)

(۲) اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ط (التوبہ۔ آیت ۱۱۱۔ ع ۱۴)

ترجمہ! مسلمانوں سے ان کی جان اور ان کا مال اس قیمت پر خرید لئے ہیں کہ ان کے لئے جنّت ہے

۱۶۔ مومن کے مشورے اور سرگوشیاں ظلم عدوان، اور اللہ و رسولؐ کی نافرمانی کے لئے نہیں بلکہ نیکی، تقویٰ اور معقول باتوں کی اشاعت کے لئے ہیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَنَاجَيْتُمْ فَلَا تَتَنَاجَوْا بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَتِ الرَّسُوْلِ وَتَنَاجَوْا بِالْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ط وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ہ المجادلہ آیت ۹)

ترجمہ! اے ایمان والو۔ جب تم آپس میں سرگوشی کرو۔ تو گناہ اور سرکشی اور رسول کی نافرمانی کی سرگوشی نہ کرو۔ اور نیکی اور پرہیزگاری کی سرگوشی کرو۔ اور اللہ سے ڈرو۔ جس کی طرف تم جمع کئے جاؤ گے۔

۱۷۔ مومن اللہ تعالیٰ اور رسول کریمؐ کے مخالفوں سے دوستی نہیں رکھتا

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ (المجادلہ آیت ۲۲)

ترجمہ! آپ ایسی قوم نہ پائیں گے جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہو۔ اور ان لوگوں سے بھی دوستی رکھتے ہوں جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں۔ گو وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے کے لوگ ہی کیوں نہ ہوں۔

۱۸۔ مومن اللہ تعالیٰ سے ڈر کر اپنے حال کی درستگی میں لگا رہتا ہے۔

وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ط وَاِنْ تَدْعُ مُثْقَلَةٌ اِلٰى حِمْلِهَا لَا يُحْمَلْ مِنْهُ شَيْءٌ وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ط اِنَّمَا تُنْذِرُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ط وَمَنْ تَزَكّٰى فَاِنَّمَا يَتَزَكّٰى لِنَفْسِهٖ ط وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ہ (فاطر آیت ۱۸-۳)

ترجمہ! اور کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہیں اُٹھائے گا۔ اور اگر کوئی بوجھ والا اپنے بوجھ کی طرف بلائے گا۔ تو اُس کے بوجھ میں سے کچھ بھی اُٹھایا نہ جائے گا۔ اگرچہ قریبی رشتہ دار ہی ہو۔ بے شک آپ انہیں لوگوں کو ڈراتے ہیں جو بن دیکھے اپنے رب سے ڈرتے ہیں۔ اور نماز قائم کرتے ہیں۔ اور جو پاک ہوتا ہے۔ سو اپنے ہی لئے پاک ہوتا ہے اور اللہ ہی کی طرف لوٹ جانا ہے۔

حاشیہ حضرت مولانا شبیر احمد صاحبؒ

(۱) "یعنی نہ کوئی از خود دوسرے کا بوجھ اپنے سر رکھے گا۔ کہ اُس کے گناہ اپنے لے لے۔ اور نہ دوسرے کے پکارنے پر اُس کا کچھ ہاتھ بٹا سکے گا۔ خواہ قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو۔ سب کو نفسی نفسی پڑی ہوگی محض اللہ تعالےٰ کے فضل اور رحمت ہی سے بیڑا پار ہوگا۔

(۲) یعنی آپؐ کے ڈرانے سے وہی اپنا رویہ درست کر کے نفع اٹھائے گا جو خدا سے بن دیکھے ڈرتا ہے۔ اور ڈر کر اُس کی بندگی میں لگا رہتا ہے۔ جس کے دل میں خدا کا خوف ہی نہ ہو۔ وہ ان دھمکیوں سے کیا متأثر ہوگا۔

(۳) یعنی آپؐ کی نصیحت سُن کر جو شخص مان لے۔ اور اپنا حال درست کر لے۔ تو کچھ آپ پر یا خدا پر احسان نہیں۔ بلکہ اسی کا فائدہ ہے۔ اور یہ فائدہ پوری طرح اس وقت ظاہر ہوگا۔ جب سب اللہ کے ہاں لوٹ کر جائیں گے۔"

۱۹۔ مومن کو قیامت کا ڈر لگا رہتا ہے

يَسْتَعْجِلُ بِهَا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهَا ج وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مُشْفِقُوْنَ مِنْهَا لا وَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهَا الْحَقُّ ط اَلَآ اِنَّ الَّذِيْنَ يُمَارُوْنَ فِي السَّاعَةِ لَفِيْ ضَلٰلٍ بَعِيْدٍ ہ الشوریٰ آیت ۱۸۔ ع ۲)

ترجمہ! اُس کی جلدی تو وہی کرتے ہیں۔ جو اُس پر ایمان نہیں رکھتے اور جو ایمان رکھتے ہیں وہ اُس سے ڈر رہے ہیں اور جانتے ہیں کہ وہ برحق ہے۔ خبردار جو لوگ قیامت کے بارے میں جھگڑتے ہیں وہ پرلے درجے کی گمراہی میں ہیں۔

حاشیہ حضرت مولانا شبیر احمد صاحبؒ

"یعنی جن کو قیامت پر یقین نہیں وہ ہنسی مذاق کے طور پر نہایت بے فکری سے کہتے ہیں کہ ہاں صاحب وہ قیامت کب آئے گی؟ آخر دیر کیا ہے؟ جلدی کیوں نہیں آ جاتی؟

لیکن

جن کو اللہ تعالےٰ نے ایمان و یقین سے بہرہ ور کیا ہے وہ اس ہولناک گھڑی کے تصوّر سے لرزتے اور کانپتے ہیں اور خوب سمجھتے ہیں کہ یہ چیز ہونے والی ہے۔ کسی کے ٹلائے سے ٹل نہیں سکتی۔ اسی لئے اُس کی تیاری میں لگے رہتے ہیں۔ اسی سے سمجھ لو کہ ان جھگڑنے والے منکرین کا حشر کیا ہونا ہے جب ایک شخص کو قیامت کا یقین ہی نہیں وہ تیاری کیا خاک کرے گا۔ ہاں جتنا اس حقیقت کا مذاق اڑائے گا۔ گمراہی میں اور زیادہ دور ہوتا چلا جائے گا۔

(۲۰) مومن شرک سے دُور رہتا ہے۔

(۱) اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ہ (الانعام آیت ۸۲۔ ع ۹۰)

ترجمہ! جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اپنے ایمان میں شرک نہیں ملایا۔ امن انہیں کے لئے ہے اور وہی راہ راست پر ہیں۔

(۲) وَالَّذِيْنَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوْتَ اَنْ يَّعْبُدُوْهَا وَاَنَابُوْٓا اِلَى اللّٰهِ لَهُمُ الْبُشْرٰى ج فَبَشِّرْ عِبَادِ ہ لا الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ ط اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدٰىهُمُ

باقی بر ص ۱۴

عورتوں کا صفحہ

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

(از ش ، س - لاہور)

رسولؐ پاک نے فرمایا۔ "اے فاطمہؓ تم اپنے زمانے کی عورتوں میں سے افضل ہو۔ آسیہؓ اپنے زمانے کی عورتوں میں سے سربلند تھیں مریمؑ ماضی میں عورتوں کی سردار تھیں اور خدیجہؓ میری تمام امت میں افضل و برتر ہے۔"

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا شمار ان چند برگزیدہ ہستیوں میں سے ہے جنھوں نے پہلے پہل اسلام قبول کیا۔ پروردگار عالم نے اسلام کی اشاعت کے لئے جہاں حضرت ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، سلمانؓ، بلالؓ، مقدادؓ اور ابوذر غفاریؓ جیسے حضرات عطا فرمائے وہاں ایسی بیوی بھی عطا فرمائی جس نے اسلام کی اشاعت سے کبھی گریز نہ کیا۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی والدہ کا نام فاطمہ اور والد کا نام خویلد تھا۔ خویلد عرب کے مشہور تاجر اور قریش میں معزز و نامور تھے، جب آپ کے والد کا انتقال ہوا۔ تو آپ کو (خدیجہؓ) لاکھوں روپیہ وراثت میں ملا۔ آپ کی دولت کا اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ جب آپ مال تجارت کی فروخت کے لئے تشریف لے جاتیں ...... تو آپ کے خیموں کے پردے اور ان کی طنابیں خالص ریشم کی طنابیں ٹھوس سونے کے کیلوں سے باندھی جاتی تھیں۔ والد کے انتقال کے بعد انہوں نے باپ کی تجارت کو جاری رکھا تھا۔ آپ کا عام طور پر یہ دستور تھا کہ آپ کسی دیانت دار اور تجربہ کار آدمی کے ہاتھ اپنا مال بھیجیں، اور واپسی پر آپ منافع میں سے مقررہ رقم بطور کمشن اپنے کارندوں کو دیا کرتی تھیں ابتدا میں رسولِ خدا بھی تجارت کیا کرتے تھے۔ سرمایہ کی کمی تھی لہذا دوسروں کا مال تجارت کے لئے لے جاتے اور جو کچھ کماتے نہایت دیانت داری سے مالک کو دے دیتے اس لئے اپنی ایمانداری کی وجہ سے امین اور صادق مشہور ہو گئے۔ حضرت خدیجہؓ نے آپ کی تعریف سنی تو آپ کو اپنا مالِ تجارت دے کر بھیجا اور اپنے غلام میسرہ کو ساتھ کر دیا تاکہ سفر میں حضور کی تمام باتوں کا خیال رکھے آپ نے بہت زیادہ منافع حضرت خدیجہؓ کے سامنے رکھ دیا۔ جب حضرت خدیجہؓ نے یہ دیکھا کہ منافع دوسروں کی نسبت زیادہ ہے تو بہت خوش ہوئیں — رسولِ خدا کی زوجیت سے پہلے آپ کا نکاح عتیق بن عائذ مخزومی اور ابو ہالہ سے ہو چکا تھا۔ مگر دونوں خاوند یکے بعد دیگرے وفات پاگئے اور پھر آپ نے شادی کرنے کا ارادہ ترک کر دیا تھا۔ مگر جب رسولِ خدا کی ایمانداری ... دیکھی اور غلام میسرہ کی زبانی آپ کی صفات سنیں تو تین ماہ کی سوچ بچار کے بعد نکاح کا پیغام بھیجا۔ آپ نے چچا ابوطالب کی اجازت سے نکاح کر لیا۔ نکاح کے وقت آنحضرتؐ کی عمر پچیس سال اور حضرت خدیجہؓ کی عمر چالیس سال تھی۔ نکاح کے بعد حضور معیشت کے لحاظ سے بالکل آزاد تھے، کیونکہ حضرت خدیجہؓ نے سارا مال آپ کے حوالے کر دیا نبوت کے قریبی دنوں میں آپ اکثر غارِ حرا میں جایا کرتے تھے۔ اور اس طرح دنیا کے لہو ولعب سے بچ کر اپنا وقت وہاں گزارتے ایک دن آپ وہاں بیٹھے تھے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور کہا "اپنے اللہ کے نام سے پڑھ۔ جس نے پیدا کیا انسان کو .... یہ آیت پڑھ کر فرشتہ تو غائب ہو گیا۔ مگر رسول خدا خوف سے کانپتے ہوئے گھر آئے اور حضرت خدیجہؓ سے کہا کہ مجھے کمبل اڑھا دو۔ ادبھی آپ نے سارا ماجرا حضرت خدیجہؓ کو سنایا۔ انہوں نے آپ کی ڈھارس بندھائی اور کہا کہ آپ غریبوں سے اچھا سلوک کرتے ہیں۔ ایماندار ہیں۔ یقیناً خدا بہتری کرے گا۔ اور پھر رسولِ خدا کو اپنے چچیرے بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں ورقہ عیسائی تھا اور الہیات کا بڑا عالم تھا نبی صلعم نے ان کو تمام واقعہ سنایا۔ انہوں نے بتایا کہ وہ حضرت جبرئیل علیہ السلام تھے، جو کہ پہلے نبیوں پر بھی اترے اور پھر آپ کو نبوت کی مبارک باد دی۔ اس کے بعد رسولِ خدا کے دل سے خوف جاتا رہا۔ اور حضرت خدیجہؓ فوراً ایمان لے آئیں۔ گویا سب سے پہلے آپ ہی ایمان لائیں آپ نے جب دینِ اسلام دنیا کے سامنے پیش کیا تو سارا عرب آپ کے خلاف ہو گیا۔ رسولِ خدا اور فدایانِ اسلام کو اذیتیں پہنچائی گئیں جلا وطن کیا۔ صرف اس لئے وہ اسلام کو پھیلانا چھوڑ دیں۔ ان کے راستوں میں رکاوٹوں کے پہاڑ کھڑے کئے گئے۔ لیکن ان کی تمام کوششیں ناکام ہو گئیں۔ ان مصیبتوں میں اپنوں نے ساتھ چھوڑ دیا اگر کسی نے حفاظت کی تو وہ حضرت خدیجہؓ ہی تھیں۔ جب کفار نے قطع تعلق کیا تو پھر اس آزمائش میں بھی آپ ساتھ تھیں۔ غرضیکہ آپ نے ہر مصیبت میں رسول خدا کا ساتھ دیا۔ غالباً اُس زمانہ میں بھوک، فاقہ کشی اور بے آرامی کی وجہ سے آپ کی صحت خراب ہو گئی — اور ۱۰ رمضان ۶۲۰ء کو انتقال فرمایا۔ رسول خدا نے ان کو خود مکہ شریف میں دفن کیا۔

آپ اس قدر نیک تھیں کہ زمانۂ جاہلیت میں بھی آپ کا لقب طاہرہ تھا۔ آپ نے اپنی تمام دولت اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے لئے صرف کر دی

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسولؐ خدا کو حضرت خدیجہؓ سے بہت محبت تھی۔ جب بھی گھر میں کوئی چیز پہنچتی تو اُس میں سے کچھ حضرت خدیجہؓ کی سہیلی کو بھیج دیا کرتے۔ ایک مرتبہ رسول پاک بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک عورت آئی۔ آپؐ نے اس کے لئے چادر بچھا دی وہ اُس پر بیٹھ گئی اور آپ اُس سے دیر تک اِدھر اُدھر کی باتیں کرتے رہے۔ جب وہ خاتون اُٹھ کر چلی گئی تو میں نے پوچھا یا رسول اللہ یہ عورت کون تھی۔ جس کی آپ نے اس قدر تعظیم کی۔ آپ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور فرمایا یہ خاتون خدیجہؓ کی سہیلی تھی۔

نبی کریمؐ نے دنیا و آخرت کی چار برگزیدہ عورتوں میں سے ایک حضرت خدیجہ کو شمار کیا۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرت رسول اکرم نے حضرت خدیجہ کی تعریف ان لفظوں میں فرمائی۔

(۱) وہ مجھ پر ایمان لائی جب اوروں نے کفر اختیار کیا

(۲) اُس نے میری تصدیق کی جب اوروں نے مجھے جھٹلایا۔

(۳) اُس نے مجھے مال دیا۔ جب اوروں نے مجھے کسب مال سے روکا

(۴) خدا نے مجھے اُس کے بطن سے اولاد

دی جبکہ کسی دوسری بیوی سے نہ ہوئی۔
آپ اکثر جناب خدیجہؓ کی وفا شعاری اور دیگر خصوصیات کو یاد کر کے آبدیدہ ہو جایا کرتے تھے

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول خدا جب بھی حضرت خدیجہؓ کا ذکر کرتے تو اُن کی آنکھوں میں آنسو آ جاتے۔ ایک دن میں نے کہا یا رسول اللہ آپ کیا اُس بڑھیا کی باتیں کرتے رہتے ہیں۔ رسول خدا کا چہرہ غصے سے تمتما اٹھا اور فرمایا۔ عائشہؓ تم اُس عظیم، عورت کے متعلق ایسا نہ کہا کرو۔ میرے دل کو ٹھیس پہنچتی ہے۔ تم جانتی ہو وہ ایک عظیم عورت تھی۔ سب سے پہلے وہ ایمان لائی جب میرے پاس اسلام کی ترویج و اشاعت کے لئے پھوٹی کوڑی بھی نہ تھی۔ تو اس نے اپنی دولت سے میری مدد کی۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسولِ خدا یہ کہتے جاتے تھے اور آپؐ کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔ مجھ پر اس واقعے کا اتنا اثر ہوا کہ میں نے تہیہ کر لیا کہ آئندہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کی شان میں کچھ نہ کہوں گی۔ فقط۔

قاضی غیاث الدین جانباز

اے مسلماں کیا ہو گا!

اقرار زبانی کر کے فقط انساں مسلماں کیا ہو گا | جب علم و عمل کا نام نہ ہو، دل پیکرِ ایماں کیا ہو گا

قانونِ الٰہی تیرے لئے بس زینتِ طاقِ نسیاں ہے | مفہوم ہی جب معلوم نہ ہو تو عاملِ قرآں کیا ہو گا

کیوں آج تو بحرِ عصیاں کی موجوں کا کھلونا ہے مسلم | کچھ فکر ہے روزِ محشر کی اے کشتۂ عصیاں کیا ہو گا

احساس ہیں وہ گرمی ہی نہیں اور قلب میں نرمی ہی نہیں | پھر سوچ ذرا اس سے بڑھ کر اب موت کا ساماں کیا ہو گا

اے مردہ جگر، اے مردہ نظر، اے مردہ تمنا مردہ دل | ذروں کی غلامی ہیں رہ کر تو مہرِ درخشاں کیا ہو گا

دشوار نہیں ہے راہِ خدا ہے ساتھ تیرے امدادِ خدا | یہ سچ ہی مگر اے مردِ خدا بے ہمت مرداں کیا ہو گا

ہے عجز و نیاز و ذوقِ طلب جانباز متاعِ مجبوری
مجبور ہوں مجھ سا قلبِ حزیں اشعار پہ نازاں کیا ہو گا

ایجنٹ حضرات کے نام بِل بھجوائے جا چکے ہیں۔ برائے مہربانی جلد از جلد ادائیگی فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔
(مینیجر)

بقیہ خصائل مومن

اللہ وَ اُولٰٓئِكَ هُمْ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝
(الزمر آیت ۱۷-۱۸ ع ۲-۱۲)

ترجمہ! اور جو لوگ شیطانوں کو پوجنے سے بچتے رہے اور اللہ کی طرف رجوع ہوئے ان کے لئے خوشخبری ہے۔ پس میرے بندوں کو خوشخبری دے دو۔ جو توجہ سے بات سنتے ہیں۔ پھر اچھی بات کی پیروی کرتے ہیں۔ یہی ہیں جنہیں اللہ نے ہدایت دی ہے اور یہی عقل والے ہیں۔
(باقی آئندہ)

بقیہ موت کی یاد

یہ دونوں سب پہلے اور پچھلے ادھیڑ جنتیوں کے سردار ہیں۔ سوائے نبیوں اور... رسولوں کے ——

لیکن اس بشارت اور ایسی ہی بے شمار خوشخبریوں کے باوجود یہ حضرات موت اور مابعد الموت کو یاد رکھتے اور خداوند تعالےٰ سے خائف رہتے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بعض اوقات فرمایا کرتے کہ "کاش میں کوئی درخت ہوتا جو کاٹ دیا جاتا کاش میں کوئی گھاس ہوتا کہ جانور کھا لیتے"

ایک دفعہ ایک باغ میں تشریف لے گئے ایک پرندہ کو دیکھ کر ٹھنڈا سانس بھرا اور فرمایا کہ "تو کس قدر لطف میں ہے کہ کھاتا ہے پیتا ہے، درختوں کے سائے میں پھرتا ہے اور آخرت میں تجھ پر کوئی حساب نہیں کاش ابوبکرؓ بھی تجھ جیسا ہوتا"

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی یہ حالت تھی کہ کبھی ایک تنکا ہاتھ میں لیتے اور فرماتے "کاش میں یہ تنکا ہوتا" کبھی فرماتے "کاش میری ماں نے جنا ہی نہ ہوتا"۔ حضرت رابعہ بصریہ جب کبھی بستر پر جاتیں تو جلدی گھبرا کر اُٹھ بیٹھتیں اور ان کا آخرت کا خیال بے چین کرنے لگتا اور پریشانی کے عالم میں اپنے نفس کو خطاب کر کے فرماتیں کہ "اے نفس تو کتنا سوئے گا اور کب تک سوتا رہے گا وہ دن قریب ہے کہ ایسا سوئے کہ نہ اُٹھے اور پھر اس نیند سے قیامت کا شور ہی بیدار کرے گا۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے لوگوں نے دریافت کیا کہ آپ کیسے ہیں۔ فرمایا کہ کس طرح ہو گا وہ شخص کہ جو صبح کو اٹھے اور نہ جانے کہ موت رات تک مہلت دے گی یا نہیں" حضرت حسن بصریؒ ایک مرتبہ نماز جنازہ پڑھنے گئے۔ جب لوگ میت کو دفنا چکے اور قبر درست کر دی تو حسن بصریؒ اس قبر پر بیٹھ گئے اور اس قدر روئے کہ خاک کیچڑ ہو گئی ——

—— پھر فرمایا کہ "اے لوگو! اول اور آخر لحد ہے۔ دنیا کے آخر قبر ہے اور آخرت کے اول قبر ہے۔ وارد ہے۔ القبر منزل من منازل الآخرۃ یعنی قبر منزل ہے۔ آخرت کی منزلوں سے۔ کیا فخر کرتے ہو ایسے جہان پر جس کے آخر یہ ہے کیوں نہیں ڈرتے ایسے عالم سے جس کا اول یہ ہے اور جب اوّل و آخر تمہارا یہ ہے تو اے غافلو: اول اور آخر کا کام درست کرو۔

جو لوگ موجود تھے یہ باتیں سن کر اس قدر روئے کہ بے خود ہو گئے ؎

دارِ ہستی کچھ سہی لیکن یہی پایا گیا
بے خبر ہنستے رہے اور با خبر رویا کئے

سید احمد بریلویؒ اور شاہ اسماعیل شہیدؒ

★ شہیدان بالاکوٹ

پرنسپل احسان قریشی (سیالکوٹ)

بنا کردند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن • خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

اگر تاریخ پاک و ہند کے اوراق کا مطالعہ بنظر غائر کیا جائے تو یہ بات صاف طور پر واضح ہو جاتی ہے کہ حضرت سید احمد بریلویؒ اور شاہ اسماعیل شہیدؒ کی تحریک جہاد ہی اصل میں جنگ آزادی ۱۸۵۷ء کا پیش خیمہ تھا۔ ان کی تحریک جہاد کافی حد تک ۵۸،۱۸۵۷ء کے معرکہ پر اثر انداز ہوئی۔ جس بات کے لئے انہوں نے اپنی جان عزیز قربان کی۔ وہ اگرچہ پایۂ تکمیل تک تو نہ پہنچی۔ لیکن ۱۸۵۶ء تک اس تحریک کی چنگاریاں دلوں میں سلگ سلگ کر مسلمانوں کی زندگی کی سعی کا پیغام دیتی رہیں۔ یہ علیحدہ بات ہے۔ کہ دونوں تحریکیں ۱۸۳۱ء والی اور ۱۸۵۷ء کی، آخر کار سکھوں اور انگریزوں کے جبر و استبداد کے ہاتھوں سرد ہوگئیں۔ لیکن یہ چنگاریاں سینہ بہ سینہ نسل در نسل مسلمان ہند کے قلوب میں موجود رہیں اور قریہ بہ قریہ تحریک پاکستان کی حمایت میں وہ لوگ بھی آخر کار اُٹھ کھڑے ہوئے جن کا نعرہ یہ تھا

ہم تو چاہتے ہیں کہ دنیا میں تیرا نام رہے
کہیں ممکن ہے کہ ساقی نہ رہے جام رہے

صدیوں کے بعد ہندوستان میں جہاد فی سبیل اللہ کا نعرہ لگانے والے بھی سید احمد بریلویؒ اور شاہ اسماعیل شہیدؒ تھے۔ ان دونوں کا مقصد خاص طور پر مسلمانوں کو تباہی سے نکال کر پھر زندگی کی شاہراہ پر ڈالنا تھا اس تحریک سے دنیوی ریاست و جاہت کا دُور کا بھی واسطہ نہ تھا۔ ان کی نیت قومی، دینی مفاد پر مبنی تھی۔ نہ کوئی طاقت تھی اور نہ ہی ریاست، نہ کسی سیاسی برتری کا شوق تھا۔ اور نہ ہی امارت کا ذوق، ان لوگوں نے مسند فقر سے اُٹھ کر اس لئے شمشیر و سناں پر ہاتھ ڈالا تھا۔ کہ قوم کی گئی ہوئی عزت واپس نہ جائے اور بکھری طاقت پھر سے ایک دینی حکومت کے قیام کا باعث ہو۔ جو کچھ تھا۔ خالصاً لوجہ اللہ تھا۔ مصلے لوٹا اور تسبیح و شمشیر و سناں کے ساتھ رہی۔ یہ لوگ غریب تھے

اور غریبوں کے لئے جیئے اور مرے۔ نہ ایوان تھا نہ ہی دسترخوان۔ سوکھی روٹی سب کے ساتھ بیٹھ کر کھا لیتے تھے۔ اور ہر حال میں خوش رہ کر مسلمانوں کو عملی زندگی کا درس دیتے تھے۔ جب تک جیئے شریعت حقہ کی ترویج کرتے رہے۔ اور تصوف و سلوک کے وظائف میں بھی مشغول رہتے۔ بہت سے مرید بھی بنائے۔ سلسلۂ بیعت بھی قائم کیا۔ ذکر خفی اور ذکر جلی کی تعلیم بھی دیتے رہے۔ قال اللہ و قال الرسول کے درس بھی دیئے۔ وہ ایسے مولوی نہ تھے کہ عوام کو خوش کرنے اور اپنی پوجا کرانے کے لئے اپنے سامنے جھکاتے۔ انہوں نے تمام ملامتیں اور مخالفتیں جھیل کر صحیح اسلام کا وعظ کیا۔ اس زمانے میں چند خود ساختہ پیروں نے مختلف بدعات پھیلا رکھی تھیں۔ انہوں نے اس کو رد کیا اور رد کرنے میں صحیح دل اور نیک نیتی سے چند سخت قسم کے وعظ بھی کر ڈالے۔ لیکن یہ سب کچھ اللہ اور اس کے رسول کی خاطر، دین اسلام کی خاطر اور شریعت حقہ کی خاطر تھا۔ ہاتھ میں کلمہ حق کے واسطے تلوار تھی۔ تو زبان انسان پرستی کے خلاف جہاد کر رہی تھی۔ جب تک ملک میں رہے بلا خوف و خطر جان کی پرواہ نہ کرتے ہوئے تمام حصوں میں پھر کر بدعات کے خلاف تلقین کی۔ اصل اسلام، اصل شریعت حقہ، اصل تصوف اور اصل سلوک پیش کیا۔ شعر

الفاظ و معانی میں تفاوت نہیں لیکن
ملا کی آذان اور مجاہد کی اذاں اور
پرواز ہے دونوں کی اسی ایک فضا میں
کرگس کا جہاں اور ہے شاہیں کا جہاں اور

سید احمد شہیدؒ اودھ کے ایک قصبہ رائے بریلی میں پیدا ہوئے۔ حسنی سیدوں کے ایک قدیم علم دوست ..... خاندان کے چشم و چراغ تھے درس و تدریس سے بھی دلچسپی تھی اور سپاہیانہ مشقوں کا بھی شوق تھا۔ ورزش نے پیدائشی توانائی میں اور چار چاند لگا دیئے۔ تیراکی میں ایک خاص درجہ رکھتے تھے اور اکھاڑے میں بھی زور کیا کرتے تھے

وطن سے نکلے تو لکھنؤ آئے۔ وہاں سے دہلی وارد ہوئے شاہ عبدالعزیز صاحب کی خدمت میں آئے۔ ان سے نہ صرف کتاب اللہ اور کتاب رسول کا درس لیا۔ بلکہ انہی سے بیعت طریقت بھی حاصل کی۔ تصوف و سلوک کے مدارج طے کئے۔ بعد میں کسب حلال کی خاطر امیر خاں روہیلہ کی فوج میں بھرتی ہوگئے۔ کئی معرکوں میں شریک ہوئے اور فتوحات حاصل کیں۔ بعد میں جب امیر خاں انگریزوں سے مل گیا۔ تو سید صاحب کے دل پر چرکا لگا۔ اور بددل ہو کر ۱۸۱۸ء میں واپس دہلی آگئے

پنجاب میں مسلمانوں پر سکھوں کے مظالم کی خبریں دہلی کی جانب پہنچی۔ رنجیت سنگھ اگرچہ خود ایک غیر متعصب اور فقیر دوست حکمران تھا۔ لیکن اُس کی خالصہ فوج اس کے قابو میں نہ تھی۔ اور وہ مسلمانوں پر بے پناہ مظالم ڈھا رہے تھے ان مظالم کی خبر جب ادھر پہنچی تو آپ نے جہاد کا مصمم ارادہ کر لیا۔ اور یہ فیصلہ کر لیا، کہ یا تو مسلمانوں کی گئی ہوئی وجاہت کو دوبارہ واپس لائیں گے یا جان دے دیں گے۔

سید صاحب نے چاروں طرف بلاوے بھجوائے کہ اصلاح و جہاد کی تنظیم کا وقت آ گیا ہے۔ یہ اعلان سن کر تمام اس وقت کے جہاد پسند علماء نے سید صاحب کی بیعت کی مثلاً شاہ اسماعیل شہید، شاہ محمد اسحاق اور مولانا عبدالحی (یہ تینوں شاہ ولی اللہ کے پوتے تھے) شاہ یعقوب احمد، حکیم مغیث الدین مولانا وجیہہ الدین۔ اور حافظ معین الدین وغیرہ غازی آباد، مراد آباد، میرٹھ، نانوتہ، گنگوہ مظفر نگر دیوبند اور کاندھلہ وغیرہ کا بھی دورہ فرمایا۔ ہزارہا لوگوں نے بیعت کی جہاں پہنچے مختصر وعظ کیا، صحیح اسلام پیش کیا۔ بدعات اور بری رسموں سے روکا۔ آپ لکھنؤ پہنچے۔ تو بادشاہ غازی الدین حیدر نے ملاقات کے لئے بلایا۔ لیکن آپ نے انکار کر دیا۔ بعد میں ایک جم غفیر کے ساتھ حج کے لئے کلکتے روانہ ہوئے راستے میں کئی مقامات پر اپنے مقاصد کی تبلیغ کی۔ سلطان ٹیپو کے بیٹے سے کلکتہ میں ملاقات کی انہوں نے بھی آپ کی بیعت کی۔ اور سفر حج کے لئے ساتھ ہو گئے۔ آپ ہر وقت مسلح رہتے

تھے۔ تیغ و تفنگ اور نیزہ و خنجر سے آراستہ ہوتے تھے۔ لوگوں نے ان کی نقل کی اور خود بھی مسلح ہو گئے۔ حج کو تشریف لے گئے تو اتنی خلقت ساتھ تھی کہ دس جہاز کرایہ پر لئے۔ جس مقام پر پہنچتے تھے لوگ پہلے ہی زیارت کے لئے جمع ہو جاتے تھے اور کئی ہمراہ ہو جاتے تھے۔

دو سال کی تبلیغ جہاد کے بعد کم و بیش ایک ہزار مجاہدین پر مشتمل یہ قافلہ ۱۸۲۶ء اجمیر سرحد کے لئے روانہ ہوا۔ اُس وقت انگریز تمام ملک میں چھا چکے تھے۔ صرف پنجاب پر سکھوں کا قبضہ تھا۔ سید صاحب نے یہ سکیم بنائی کہ سرحد کے مجاہدین کو بھی ساتھ ملا کر پہلے سکھوں کی سرکوبی کی جائے۔ پھر آگے قدم بڑھا کر انگریزوں سے نپٹیں گے۔ پنجاب کے مسلمان بھی آزادی حاصل کرنے کے لئے ہمارا ساتھ دیں گے اس طرح انگریزوں سے دو ہاتھ کرنا نسبتاً آسان ہوگا۔

اجمیر سے مجاہدین کی یہ جماعت ٹونک گوالیار۔ پاٹریو اور کھٹیا پہنچی۔ وہاں سے میرپور خاص، حیدر آباد سندھ اور بہاولپور پڑاؤ کیا پیرکوٹ میں بھی ایک ماہ ٹھہرے۔ لیکن سندھ میں کسی نے ساتھ نہ دیا۔ درہ بولان سے بڑی تکلیف اٹھاتے کے بعد گزرے۔ کوئٹہ میں البتہ استقبال بہت اچھا ہوا۔ جب قندھار پہنچے تو ہر طرف خیر مقدم کا غلغلہ بلند ہوا

یہی اس وقت کی مومن جماعت تھی۔ جس نے اللہ کے ہاتھ پر بیعت کرکے اپنے پاکیزہ نفوس کو اس کے ہاتھ میں بیچ دیا تھا۔ اتنے لمبے سفر کے شدائد اور زحمتیں برداشت کرنے کے بعد یہ جماعت قندھار اور کابل کے راستے پشاور پہنچی، اور اُف تک نہ کی۔ جو مسلمان ایسے لوگوں کی صداقت میں شک کرے یا ذاتی اغراض کے لئے اتہام لگائے۔ بے شک وہ دین الٰہی سے بیگانہ اور فرائض قرآنی سے ناآشنا تھے۔ بھلا کہاں رائے بریلی اور کہاں کابل اور پشاور؟

جب یہ لشکر پشاور پہنچا تو فوج کی تعداد یہ تھی۔ ہندوستانی ایک ہزار، قندھاری تین سو مقامی مجاہدین ایک ہزار کل سوا دو ہزار فوج تھی۔ سکھوں کا سپہ سالار بدھ سنگھ نوشہرہ میں مجاہدین کے لشکر کی تیاری کی خبر سن کر آیا۔ ادھر سے مجاہدین بھی ۱۸ دسمبر ۱۸۲۶ء کو نوشہرہ پہنچ گئے مسلمانوں نے یہ سن کر کہ سکھ لشکر کی تعداد دس ہزار ہے اور ہم صرف دو ہزار ہیں رات کو شبخون مارا۔ سکھوں کے پہرہ دار کی گولی مولانا باقر علی عظیم آبادی کو لگی۔ یہ پہلے شہید تھے جو اس جنگ میں واصل بحق ہوئے عبد المجید خاں رائے بریلوی نے بیمار ہونے کے باوجود ۱۴ سکھ قتل کئے۔ اور آخرکار خود بھی جام شہادت پی لیا۔ اللہ بخش اور خدا بخش دونوں بھائی شہید ہوئے۔ ۳۶ مجاہدین یوپی کے، اور ۴۸ کے قریب قندھاری پٹھانوں نے جام شہادت نوش کیا۔ سکھ سراسیمہ ہو کر بھاگ نکلے۔ اور بہت سا سامان مجاہدین کے ہاتھ آیا۔ اس کے بعد چار پانچ چھوٹی چھوٹی جھڑپیں ہوئیں۔ لیکن ان میں بھی سکھوں کا کافی نقصان ہوا۔ بدقسمتی سے سید صاحب کے لشکر کا ایک آدمی یار محمد خاں درانی سکھوں کے ساتھ مل گیا۔ اور معمولی قیمت پر بک گیا۔ اسی کی سازش سے سید صاحب کو زہر دے دیا گیا۔ اس زہر کے اثر سے سید صاحب دو ماہ بیمار رہے پھر ٹھیک ہو گئے۔ اور یوپی .... میں جب فتوحات کی خبر پہنچی۔ تو پانچ صد کے قریب مزید مجاہدین اجمیر، سندھ، کوئٹہ کے رستے انہی مجاہدین سے آملے لیکن قدرت کو کچھ اور ہی منظور تھا ؎

ہم سمجھتے تھے کہ غیروں نے کیا ہم کو تباہ
بندہ پرور یہ کہیں اپنوں کا کام ہی نہ ہو؟

عالم خاں رئیس اتمان زئی بھی بدقسمتی سے ایک معمولی بات پر ناراض ہو گیا۔ اور سکھوں سے جا ملا۔ رنجیت سنگھ کے ایک فرانسیسی جرنیل دنتورا نے خود پہنچ کر سازش کی اور خادے خاں کو بھی ساتھ ملا لیا۔ اس کے باوجود ۱۸۲۷ء کی جنگ میں سکھوں نے خوفناک شکست کھائی۔ یہ سب مولانا شاہ اسماعیل شہید کے تدبر اور جنگی چالوں کا نتیجہ تھا۔ مولانا اسماعیل شہید کو اگر حالات سازگار ملتے اور پٹھانوں کا خلوص نصیب ہوتا تو وہ اس قابلیت کے انسان تھے کہ بڑے بڑے جرنیلوں میں شمار ہوتے۔ ادھر رنجیت سنگھ نے فرانسیسی جرنیل دنتورا کو واپس بلا لیا۔ اور اس کی بجائے ہری سنگھ نلوہ کو تازہ دم فوج کے ساتھ پشاور بھیج دیا۔

بالاکوٹ مانسہرہ تحصیل کا ایک پہاڑی علاقہ ہے۔ ادھر شیر سنگھ فوجوں کو لئے موجود تھا۔ پشاور کی جانب ہری سنگھ موجود تھا۔ سید صاحب کے لشکر نے پہلے بالاکوٹ کی جانب اوپر کے راستہ سے رُخ کیا۔ سکھوں کا بہت بڑا لشکر تھا، اور مجاہدین کی جمعیت اپنوں کی غداری کی وجہ سے بہت مختصر رہ گئی تھی۔ پھر بھی شیر دل غازی بے جگری سے لڑے۔ آخرکار ۶ مئی ۱۸۳۱ء کو دوران جنگ میں ہی رائے بریلی کا یہ عظیم مجاہد، یہ عظیم صوفی، یہ بے باک عالم اور نڈر مسلمان سکھوں کی گولی سے شہید ہو گیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون ؎

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

مولانا شاہ اسماعیلؒ بھی زخمی ہو گئے تھے۔ سر میں گولی لگی تھی۔ سید صاحب کی تلاش میں زخمی حالت میں ہی دوڑے۔ جب کچھ پتہ نہ چلا۔ تو مٹی کوٹ کے نالے کی طرف دوڑے۔ زخموں کی حالت میں ہی سکھوں کے ایک رسالہ پر جھپٹے۔ اور وہیں شجاعت کے جوہر دکھا کر یہ پیکر حریت اور شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کا پوتا حق تعالےٰ سے جا ملا ؎

ذوقِ خلیل بھی ہے عشق، صبر حسین بھی ہے عشق
معرکہ وجود میں بدر و حنین بھی ہے عشق
(اقبال)

کربلا کے شہدا کے عظیم معرکہ کے صدہا سال بعد انہی کی نسل سے ان سید زادوں نے دین حق کی حمایت اور ملت محمدیہ کی بلندی اور احیاء کے لئے اپنے بزرگوں کی تقلید میں ..... جان قربان کر دی۔ شریعت حقہ کی حمایت میں ۱۴ سال غریب الوطنی کی صعوبتیں برداشت کیں —— جوار بھاجی — فاقے کئے۔ مصیبتوں کے پہاڑ اٹھائے۔ اور آخرکار اس سعی میں جان دے دی۔ کہ ایک مرتبہ پھر اسلام کا بول بالا ہو۔ غیرت اسلامی کا یہ دمکتا ہوا سورج۔ عشق الٰہی کا یہ دہکتا ہوا انگارا اور حساس مسلمانوں کا آخری سہارا بالاکوٹ کی گھاٹی میں غروب ہو گیا۔ اور ہندوستان میں سلطان ٹیپو کی پھر یاد تازہ کر دی ؎

ملفوظات حضرت مولانا اشرف علی تھانوی، حنفی چشتی صابری کے صفحہ ۱۰۹ پر یہ واقعہ لکھا ہے

مولانا اسماعیل شہیدؒ کے قافلہ میں ایک شخص شہید ہو گئے تھے۔ جن کا نام بیدار بخت تھا یہ مجاہد دیوبند کے رہنے والے تھے ان کی شہادت کی خبر دیوبند میں آچکی تھی۔ ان کے والد حشمت علی خاں حسب معمول دیوبند میں اپنے گھر میں ایک رات تہجد کی نماز کے لئے اٹھے۔ تو گھر کے باہر گھوڑے کے ٹاپوں کی آواز آئی۔ انہوں نے دروازہ کھولا تو یہ دیکھ کر حیران ہوئے کہ ان کے بیٹے بیدار بخت ہیں۔ بہت حیرانگی بڑھی کہ یہ تو بالاکوٹ میں شہید ہو گئے تھے۔ رات گئے یہاں کہاں؟ بیدار بخت نے کہا۔ جلدی کوئی دری وغیرہ بچھایئے۔ حضرت مولانا اسماعیل صاحب اور سید صاحب تشریف لا رہے ہیں۔ حشمت خاں صاحب نے فوراً ایک بڑی چٹائی بچھا دی ——

اتنے میں سید صاحب اور مولانا شہید اور چند دوسرے رفقاء بھی آگئے۔ حشمت خاں صاحب نے محبت پدری کی وجہ سے سوال کیا۔ تمہارے یہاں تلوار لگی تھی۔ بیدار بخت نے سر سے اپنا

ڈھاٹا کھولا اور اپنا نصف چہرہ اپنے ہاتھوں میں تھام کر اپنے باپ کو دکھایا کہ یہاں تلوار لگی تھی۔ حشمت خاں نے کہا کہ بیٹا یہ ڈھاٹا پھر باندھ لو۔ مجھ سے یہ نظارہ نہیں دیکھا جاتا۔ تھوڑی دیر بعد یہ تمام حضرات واپس تشریف لے گئے صبح کو حشمت خاں کو شک ہوا کہ یہ کہیں خواب تو نہیں تھا؟ مگر چٹائی کو جو غور سے دیکھا تو خون کے قطرے موجود تھے۔ یہ وہ قطرے تھے جو بیدار بخت کے چہرے سے گرے تھے اور اُس کے والد نے دیکھے تھے۔ اور اِن قطروں کو دیکھ کر حشمت خاں سمجھ گئے۔ کہ یہ بیداری کا واقعہ ہے خواب کا نہیں۔ اس قصہ کی خبر جب مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی کے والد ماجد مولانا مملوک علی کو ہوئی تو اس راز کی تحقیق کے لئے دیوبند تشریف لے گئے اور حشمت خاں سے اس واقعہ کو خود سُنا۔ مولانا محمد یعقوب کے والد نے خود تمام واقعہ مولانا یعقوب کو سُنایا۔ اور مولانا یعقوب نے مجھ سے (یعنی مولانا اشرف علی تھانوی سے) یہ واقعہ بیان کیا۔ بیدار بخت کے والد حشمت خاں بھی بہت بزرگ اور تہجد گذار تھے۔ اس حکایت کے اور بھی کئی معتبر راوی ہیں"

اور یہ کا واقعہ اس آیت کی کیا خوبصورت تفسیر ہے۔" ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللّٰه اموات بل احیاء و لکن لا تشعرون ○

جو لوگ اللّٰہ کی راہ میں شہید ہوتے ہیں انہیں مردہ مت کہو۔ وہ زندہ ہیں لیکن تم شہدا کی زندگی کا شعور نہیں رکھتے۔ یعنی ان کی زندگی کو سمجھنے کی تم میں قوت نہیں۔

مجھے حیرت ہے کہ اب بھی کئی لوگ... کم فہمی کے بنا پر دودمانِ رسالت کے اس تابندہ گوہر غیرت اسلامی کے اس دمکتے ہوئے سورج اور عشق الٰہی کے اس دہکتے ہوئے انگارے یعنی حضرت سید احمد بریلوی کے مسلمان ہونے میں بھی شک کرتے ہیں۔ میرے کئی ہم وطن شاہ ولی محدث دہلوی کے پوتے شاہ اسماعیل شہید جیسے بطل جلیل پیکر حریت اور عالم اجل و فاضل بے بدل کے اسلام پر بھی چوٹ کرتے ہیں — حیف صد حیف (انا للّٰہ وانا الیہ راجعون)

ان دونوں مجاہدوں اور شہیدوں کی پاک روحیں زبان حال سے بالا کوٹ کی اونچی گھاٹی سے یقیناً یہ صدا دیتی ہوں گی ؎

زاہد تنگ نظر نے مجھے کافر جانا!
اور کافر یہ سمجھتا ہے کہ مسلمان ہوں میں

ملک و دین بھرلانے والو! آؤ اپنی جاں فشانی کا صلہ دیکھو۔ سوا سو سال بعد تمہاری قربانی دلوں میں تازہ ہوتی ہے۔ تمہارے اصلی کارنامے اجاگر ہو گئے ہیں۔ انگریزوں کی غلط بیانیاں تاریخ سے نکال دی گئی ہیں۔ تم پر ملامتوں اور بدنامیوں کے جو پردے انگریز ڈال گیا تھا۔ وہ چاک کر دیئے گئے ہیں۔ جس ملک کی آزادی کے لئے تم نے جان دی تھی تمہارے رستوں پر چلنے والوں نے اسے آزاد کرالیا ہے۔ آؤ دیکھو مملکت خداداد پاکستان میں تمہاری یاد دلوں کو گرما رہی ہے۔ جن غداروں کو تم سمجھا سمجھا کر اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔ آج عدل و انصاف والے ان غداروں پر لعنتیں بھیجتے ہیں۔ آخر تمہارا نام ہی بلند ہوا۔ تمہاری پاک روحوں کو ہمارا سلام پہنچے۔ تمہارے مدارج مزید بلند ہوں آمین ثم آمین ؎

عجبے نیست کہ سرگشتہ شود طالب
عجب ایں است کہ من واصل و سرگردانم

بقیہ مجلس ذکر

ہوئے ہیں۔

حضرت فرمایا کرتے تھے۔ اللّٰہ تعالیٰ نے جنت دنیا کے کتوں کے لئے نہیں بنائی۔ بلکہ مومنین کے لئے بنائی ہے

اللّٰہ تعالیٰ ہم سب کو جنت الفردوس میں لے جائے۔ دوزخ سے بچائے۔ اور کثرت سے یاد الٰہی کرانے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین یا الٰہ العالمین)

خط و کتابت کرتے وقت
چٹ نمبر کا
حوالہ ضرور دیا کریں

ایجنٹ حضرات کی خدمت میں

بل فروری ۶۳ء بھیجے جا چکے ہیں۔ امید ہے کہ آپ نے رقوم بل بھی روانہ فرما دی ہوں گی۔ جن حضرات کی طرف سے سابقہ کئی ماہ سے بل کی رقوم وصول نہیں ہوئیں۔ اگرچہ انہیں فرداً فرداً یاد دہانی کرائی گئی ہے۔ تاہم مناسب معلوم ہوتا ہے کہ بذریعہ اس التماس ان کی توجہ خصوصی طور پر مبذول کرائی جائے اور درخواست کی جائے کہ رقوم کی ادائیگی فی الفور کریں۔ ایسے حضرات کا تساہل اور تاخیر اس دینی پرچہ کو مالی مشکلات سے دوچار کر سکتا ہے

احقر العباد

(مشتاق حسین بخاری - منیجر)

ابن امیر شریعت حضرت مولانا سید ابوذر بخاری کا بیان

لاہور۔ ۱۱ر مارچ ابن امیر شریعت مولانا سید ابوذر بخاری ناظم اعلیٰ مجلس احرار اسلام پاکستان نے اپنے ایک بیان میں ملک بھر کے احرار کارکنوں کو متوجہ کیا ہے کہ اب جبکہ مرکزی و صوبائی انتخاب کے ذریعہ جماعت کا ڈھانچا طیار ہو گیا ہے۔ تمام کارکن مکمل عزم و شوق، خلوص و جذبۂ خدمت کے ساتھ مصروف عمل ہوں۔ تاکہ جماعت کے پیغام کی وسیع تر اشاعت ہو۔ اور اس کا نظام بیش از بیش مضبوط و مستحکم ہو سکے۔ تمام احباب اپنے علاقوں میں تقاریر و جلسے کرانے کا وقت مقرر کرانے کے لئے ملتان کے پتے پر ان سے رابطہ قائم کریں —

حضرت شاہ صاحب عنقریب اپنے ملک گیر دورہ کا باقاعدہ اعلان کریں گے —

ناظم دفتر مرکزی محمد اسماعیل غفی عنہ

چندہ بذریعہ منی آرڈر ارسال فرمائیں

وی پی

کی صورت میں آپ کو ۸۲ پیسے زائد ادا کرنے پڑیں گے (ادارہ)

مجلس عاملہ وفاق المدارس العربیہ پاکستان (ملتان)

اسماء عہدیداران وفاق المدارس العربیہ

حضرت مولانا خیر محمد صاحب	صدر
حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بنوری	نائب صدر
حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب سرگودھا	نائب صدر
حضرت مولانا مفتی محمود صاحب	ناظم اعلیٰ
حضرت مولانا محمد ادریس صاحب	ناظم
حضرت مولانا مفتی محمد عبداللہ صاحب	خازن

محمد شریف ناظم دفتر وفاق المدارس العربیہ ملتان

بچوں کا صفحہ

حج

جناب غازی خدابخش صاحب لاہور

بیٹا:۔ اباجی! یہ روزوں کا مہینہ ختم ہوا تو کئی آدمی اب حج کی تیاری کرنے لگے ہیں۔آپ روزوں کے متعلق مفید باتیں بتاتے رہے تو آج حج کے متعلق بھی کچھ فرمائیں۔

باپ:۔ بیٹا! سب سے پہلے تو تمہیں معلوم ہونا چاہتے کہ حج کی حقیقت اور اصلیت کیا ہے۔

بیٹا:۔ اباجی! ہاں، کسی چیز کے بھید جاننے کے لئے سب سے پہلے اس کی حقیقت کا علم ہونا ضروری ہے۔

باپ:۔ بیٹا! تو سنو حج کی حقیقت کیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ خداوند تعالےٰ کے نیک بندے بڑی تعداد میں ایک خاص وقت پر ایک جگہ جمع ہوں پھر ان لوگوں کے ذکر کے مطابق اللہ تعالیٰ کو یاد کریں جن پر اللہ تعالےٰ نے اپنے انعام کئے ہیں۔

بیٹا:۔ اباجی! جن لوگوں پر اللہ تعالےٰ نے اپنے انعام کئے ہیں وہ کون لوگ ہیں؟

باپ:۔ بیٹا! وہ چار قسم کے لوگ ہیں۔ پہلے درجے میں تو اللہ تعالےٰ کے نبی ہیں، دوسرے درجے میں صدیق ہیں، تیسرے درجے میں شہید ہیں اور چوتھے درجے میں اور نیک بندے ہیں جنہیں صالحین کہتے ہیں۔

بیٹا:۔ اباجی! ہمارے ہاں تو تین درجے ہوتے ہیں فسٹ ڈویژن والے، سیکنڈ ڈویژن والے اور تھرڈ ڈویژن والے۔

باپ:۔ بیٹا! ہاں، یہ تو تمہارے امتحان کے درجے ہوئے اور وہ چار درجے اللہ تعالےٰ کے انعام پانے والوں ہیں جن کا ذکر قرآن مجید میں آتا ہے۔

بیٹا:۔ اباجی! انہی لوگوں کے راستے پر چلنے کے لئے ہم سورۃ الحمد پڑھتے وقت ہر رکعت میں اللہ تعالےٰ سے دعا مانگتے ہیں

باپ:۔ بیٹا! بس وہی لوگ جن کے راستے پر چلنے کی ہم سب ہر رکعت میں دعا مانگتے ہیں — ہاں تو ایک خاص وقت پر ایک جگہ جمع ہو کر خدا تعالیٰ کی عبادتوں کی کیفیت کی یاد دہانی کی جائے۔ سب لوگ خاص ایسے مقام اور خاص جگہ پر جمع ہوں جہاں اللہ تعالےٰ کی نشانیاں موجود ہوں دین کے اماموں اور قوم کے بزرگوں کی بڑی بڑی جماعتیں اس پاک مقام کی طرف جاتی رہی ہوں اور اس مقام پر خدا کی نشانیوں کی بڑائی کرتی رہی ہوں۔ وہاں پہنچ کر اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں خیر و برکت، اپنے گناہوں کے کفارے، گناہوں کی بخشش اور مغفرت کی امید و آرزو میں عاجزی، انکساری اور آہ و زاری کرتی چلی آئی ہوں۔ کیوں کہ جب کبھی مختلف قسم کے ہمت والے لوگ اس طرح اور اس کیفیت کے ساتھ جمع ہوتے ہوں —— تو خدا تعالےٰ کی رحمت، مغفرت اور بخشش وہاں ضرور نازل ہوتی اور اترتی ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ شیطان جیسا کہ عرفہ کے دن یعنی حج کے مہینے کی نو تاریخ کو ذلیل، مردود، حقیر، خوار اور غضب ناک نظر آتا ہے اور دن نظر نہیں آتا۔

بیٹا:۔ اباجی! ہاں شیطان کو تو نیک بندوں کی نیکی سے غم ہوتا ہے۔ وہ تو برے کاموں سے خوش ہوتا ہے البتہ اللہ تعالےٰ نیک کاموں سے خوش ہوتا ہے۔ اس لئے ہمیں تو نیک کام ہی کرنے چاہئیں۔ ہمیں شیطان کے قدموں کی پیروی نہ کرنی چاہئے وہ تو ہمارا کھلا دشمن ہے۔ وہ جب حکم دے گا بس برائی اور بے حیائی کے کام کا حکم دے گا۔ اور یہی مشورہ دے گا کہ عمدہ چیز خرچ کرنے سے تم نادار اور تنگ دست ہو جاؤ گے۔ حالانکہ اچھی اور ستھری چیز اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے اللہ تعالےٰ اپنی بخشش اور فضل کا وعدہ دیتا ہے۔ اور اللہ بہت کشایش اور فراخی کرنے والا ہے۔ لہذا تم شیطان کے گروہ میں شامل نہ ہو وہ گروہ نقصان اٹھانے والا ہے۔ تم اللہ کے گروہ میں شامل رہو۔ وہی گروہ کامیاب ہونے والا ہے۔

باپ:۔ بیٹا! دنیا کی ہر قوم اپنے اندر حج کی اصل رکھتی رہی۔ کوئی مقام ایسا ضرور رہا جس سے یہ لوگ برکت حاصل کرتے رہے اور وہ اس لئے ایسا کرتے رہے کہ ان لوگوں نے اس مقام میں اللہ تعالےٰ کی کھلی اور ظاہر نشانیاں دیکھیں اور اس کا یعنی اللہ کا قرب حاصل کرنے اور کمانے کے لئے اپنے پہلے بزرگوں کی اچھی عبادتیں اور خاص شکلیں دیکھیں جنہیں وہ ہمیشہ سے کرتے چلے آرہے تھے۔ چنانچہ یہ عبادتیں اور ہیئتیں، شکلیں اللہ تعالےٰ کی بارگاہ کے قریب لوگوں اور ان کے پاک حالات خدا کی بندگی کے جذبات کی یاد تازہ کر دیتی ہیں۔

بیٹا:۔ اباجی! ہم مغرب کی طرف منہ کر کے نماز کیوں پڑھتے ہیں؟

باپ:۔ بیٹا! اس لئے کہ ہمارے مغرب کی طرف مکہ معظمہ کا شہر ہے اور اس میں ایک گھر ہے جسے بیت اللہ یعنی اللہ کا گھر کہتے ہیں لہذا مسلمان جہاں کہیں بھی نماز کے لئے کھڑا ہوگا وہ اپنا منہ اس گھر کی طرف کر لے گا۔

(باقی باقی)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷

The Weekly "KHUDDAMUDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

ایڈیٹر
عبید اللہ انور

منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۷/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۷۳۰-۲۴۸۱ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء

انجمن خدام الدین لاہور کی طرف سے شائع شدہ

قرآن عزیز

بہ تجشیۂ جدیدہ

رنگین — دیدہ زیب

عکسی طباعت سے مزیّن

مرتّبہ: حضرت مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کم و بیش ایک لاکھ کے مصرف سے تین سال کی محنتِ شاقّہ کے بعد
چھپ کر تیار ہو گیا ہے۔

ہدیہ

مجلّد قسم اوّل	مجلّد قسم دوم	مجلّد قسم سوم
آفسٹ پیپر	کرنافلی سفید کاغذ	مکینیکل گلیز کاغذ
-/۲۰ روپے	-/۱۲ روپے	-/۱۰ روپے

محصول ڈاک دو روپے فی نسخہ زائد ہوگا۔
فرمائش کے ساتھ کل رقم پیشگی آنا ضروری ہے۔
وی۔ پی نہ بھیجا جائے گا۔
تاجرانہ رعایت کے لیے
لکھیں۔

المعلن ناظم شعبۂ تالیف و اشاعت انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور

قرآن مجید (سندھی ترجمہ)

شیخ المشائخ قطب الاقطاب اعلیٰ حضرت مولانا و سیّدنا تاج محمود امروٹی نوّر اللہ مرقدہٗ
شائع ہو گیا ہے
ہدیہ فی جلد سات روپے ڈاک خرچ دو روپے کُل نو روپے۔ پیشگی بھیج کر طلب کریں۔

فیروز سنز لمیٹڈ پریس لاہور میں زیر اہتمام مولوی عبید اللہ انور پرنٹر اینڈ پبلشر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا